REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT NO R.N.61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTEL RESISTRATION NO P.G.-DP-3

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۳۷

شمارہ ۳۲

ایڈیٹر: عبدالحق فضل

نائب: قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۵۰ روپے
ششماہی ۲۵ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۰۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ

The Weekly "BADR" Qadian 143516.

ہفت روزہ بدر قادیان

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۰۸ ہجری　۱۱ ظہور ۱۳۶۷ ہش　۱۱ اگست ۱۹۸۸ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۷ ظہور / اگست۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ہفتہ زیرِ اشاعت کے دوران ملنے والی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پُر نور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔ احباب کرام التزام کے ساتھ اپنے دل و جان سے پیارے آقا کی صحت، عمر درازی اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرام کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ وامیر جماعت

(باقی صفحہ پر دیکھئے)

نذرانۂ عقیدت برائے اسیرانِ ساہیوال

اے اسیرانِ رہِ مولیٰ زمین ساہیوال
آپ نے بخشا ہے دینِ حق کی شمع کو جمال

ایک عرصہ سے پسِ زنداں ہو تم بیٹھے ہوئے
آفریں صد آفریں تم پر فدا صدقِ بلال

اے نعیم الدین تم پر رحمتیں ہوں بے شمار
اے مرے الیاس نکلا تو تو مرد با کمال

اے محمد دین تم نے دین کی رکھی ہے لاج
اے مرے حاذق ملے گی تم کو شہرت لازوال

یہ خدا کی ہے عنایت تم پہ اے عبد القدیر
باپ تو ہے ہی مجاہد بن گیا تو بھی مثال

ہو مبارک تم کو تم بھی بن گئے دیں کے نثار
تم کو یہ دنیا مٹا دے ہے سراسر لا محال

میرے پیارے سرفروشو چند دن کی بات ہے
دور بدلے گا کہ آخر ہر کمال را زوال

اس کی غیرت جوش میں ہے اس کے تیور تند ہیں
کیا نہیں دکھلا رہا وہ اپنی ہیبت اور جلال؟

رات دن اس کو پکاریں ذاکریں زخمی جگر
حوصلے مضبوط ہوں دل کو نہ ہونے دیں نڈھال

سارا عالم احمدیت تم پہ نازاں ہر گھڑی
آپ کا ہر دم امام وقت کو رہتا ہے خیال

جب کبھی راتوں میں ہوں اس یار سے راز و نیاز
"مشکلیں ناصر کی سب آساں ہوں" کرنا یہ سوال

پروفیسر ناصر احمد قریشی
اسیر راہِ مولا سنٹرل جیل سکھر (سندھ پاکستان)

اسیرِ رہِ مولیٰ کا خط ۔ آقا کے نام

میرے نہایت ہی پیارے محسن آقا!
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

الحمد للہ خاکسار مع اپنے چھوٹے بھائی رفیع احمد خیریت سے ہے اور آپ کی طرف محبت بھرے خط کا تقریباً ایک ماہ سے منتظر ہے۔ ممکن ہے اس ملاقات پر جو کل ہوگی (۲/۱۲) کو کوئی خط مل جائے آج کل جناب ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ ساہیوال نے بذریعہ خط و کتابت رابطہ قائم کیا ہوا ہے۔ بڑے ہی خلوص سے پُر خطوط تحریر فرماتے ہیں۔ خاکسار بھی قیدی کی حیثیت سے نہایت اختصار کے ساتھ جواب تحریر کر دیتا ہے۔ چند ماہ قبل ایک دوست مکرم عبد الرحیم صاحب مجاہد بھی ساہیوال سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے اُن کے بیٹے جناب عبد القدیر صاحب (غالباً) اسیرِ راہ مولیٰ ہیں اور ساہیوال جیل میں قید ہیں۔ خاکسار نے ساہیوال جیل میں اسیران کی خدمت میں منظوم کلام تحریر کر کے بھجوایا ہے۔ جس کی نقل حضور کی خدمت میں ساتھ والے کاغذ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا خاص فضل کرے اور رہائی کی صورت پیدا ہو۔ حضور کی طرف سے بھی نمائندگان وقت بوقت تشریف لاتے رہتے ہیں جن سے کافی حوصلہ افزائی ہوتی ہے احسان مند ہوں۔

آخر میں حضور سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار کے فیملی ممبران بڑی عاجزی سے السلام علیکم عرض کرتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو

والسلام
حضور کا ادنیٰ غلام
پروفیسر ناصر احمد قریشی

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر نگران بورڈ بدر قادیان

خطبہ جمعہ

عبادت کرو اور عبادت کے حق قائم کرو اور نمازیں پڑھو

اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ سچی وفا کرتے ہو تو زمین پر اس خدا کی عبادت کو قائم کرو

میں دنیا کی تمام جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ اپنے گھروں کا جائزہ لیں جہاں عبادت میں کمزوری ہے وہاں اس کمزوری کو دور کریں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۷ احسان (جون) ۱۳۶۷ ہش / ۱۹۸۸ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبد الحمید صاحب نمازی ۱۶ اگریسن ہل روڈ لنڈن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ قبل ازیں کلیتہً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورہ الانعام کی آیات ۴۳ تا ۴۶ تلاوت کیں:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ (۶ : ۴۳-۴۶)

فرمایا:-

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ اور ہم تجھ سے پہلے قوموں کی طرف رسول بھیج چکے ہیں اور اُن رسولوں کے آنے کے بعد ہم نے انہیں یعنی منکرین کو سخت مالی اور جسمانی اذیتوں میں گرفتار کر دیا تاکہ وہ عجز اختیار کریں۔ پھر کیوں نہ ایسا ہوا کہ جب اُن پر عذاب آیا تو عجز اختیار کر لیتے بلکہ اُن کے دل تو اور بھی سخت ہو گئے اور شیطان نے اسے جو وہ کرتے تھے خوبصورت کر کے انہیں دکھایا۔ اور پھر جب وہ اس امر کو بھول گئے جو انہیں بار بار یاد دلایا جاتا رہا تو ہم نے اُن پر ایک دفعہ رحمت کرتے ہوئے ہر چیز کے دروازے اُن پر کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اس حالت پر خوش ہوئے جو انہیں دیا گیا تھا تو ہم نے انہیں اچانک عذاب میں مبتلاء کر دیا جس پر وہ یکدم نا اُمید ہو گئے پس جنہوں نے ظلم کیا تھا اُن کی جڑ کاٹ دی گئی اور ثابت ہوا کہ سب تعریفوں کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جو سارے جہانوں کا رب ہے ○

آج کے خطبہ جمعہ کے لئے ان آیات کا انتخاب میں نے اس لئے کیا ہے کہ ان کا اُن گزشتہ خطبات سے تعلق ہے جو میں مباہلے کے ضمن میں دیتا رہا ہوں۔

مباہلہ اگر الٰہی جماعت کی طرف سے ہو یا نہ ہو، انبیاء کے متعلق اُن سب وجودوں کے متعلق جنہیں خدا خود بھیجتا ہے۔ اس کی ایک ایسی جاری تقدیر ہے جسے دنیا میں کبھی کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ نہ پہلے کر سکا ہے نہ آئندہ کر سکے گا۔ اس لئے چاہے

کوئی اس مباہلے کے چیلنج کو قبول کرے یا نہ کرے

وہ غیر مبدل تقدیر الٰہی جس کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے اسکو میں نے قرآن کریم کے الفاظ ہی میں آج آپ کے سامنے کھول کر رکھا ہے اور اس پہلو سے

میرے مخاطب صرف احمدی ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے وہ مسلمان ہیں جو خصوصاً مباہلے کے چیلنج کے بعد جماعت احمدیہ کے معاملات میں پہلے سے زیادہ دلچسپی لینے لگے ہیں کچھ جستجو اور تعجب کے نتیجے میں۔ کچھ اپنی مخالفانہ کارروائیوں پر نظر ثانی کرتے ہوئے متذبذب ہو کر، کہ کیا واقعی ہمیں یہ چیلنج قبول کر لینا چاہیئے یا نہیں کرنا چاہیئے۔ غرضیکہ مختلف وجوہات کی بناء پر کچھ اس لئے بھی کہ احمدیوں نے جب سے یہ چیلنج سنا ہے، مدتوں کے دُکھے ہوئے دلوں کو اپنے دل کے غبار نکالنے کا موقع مل گیا ہے اور وہ جگہ جگہ اُن سب کو، جو اُن سے تمسخر کیا کرتے تھے اور استہزاء کا نشانہ بناتے تھے اُن سب کو مل مل کر، اُن کے گھروں تک پہنچ کر وہ چیلنج پیش کر رہے ہیں۔ اور تمام دنیا سے اس قسم کے خطوط مجھے مل رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں بھی ایک غیر معمولی بیداری پیدا ہوئی ہے اور وہ کامل یقین کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں

اب فیصلے کا دن آنے والا ہے

پس اس پہلو سے جو سوئے ہوئے تھے جو لاتعلق تھے اُن کو بھی جھنجوڑ کر بیدار کیا جا رہا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جماعت احمدیہ کی بقاء کا مسئلہ جماعت احمدیہ کی اور فتح کا مسئلہ مباہلے پر منحصر نہیں اس کا تعلق خدا تعالیٰ کی ایک ایسی جاری تقدیر سے ہے جو ازل سے جاری ہے ابد تک جاری رہے گی۔ وہ پہلا انسان جسے خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے نمائندہ بنا کر بھیجا تھا اُس کے حق میں یہ تقدیر جاری فرمائی اور پھر یہ تقدیر ہمیشہ ہر اُس انسان کے حق میں جاری ہوتی رہی جسکو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے کسی امر پر مامور بنا کر بھیجا۔

پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ کہ صرف تیرے ساتھ یہ معاملہ نہیں یہ تقدیر عام ہے جس کسی کو بھی میں بھیجتا ہوں بھیجنے کے بعد اُس قوم پر جس قوم میں وہ بھیجا جاتا ہے کئی قسم کی تکلیفیں بھی میں نازل کرتا ہوں انہیں جھنجوڑتا ہوں انہیں بیدار کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ تاکہ وہ سمجھیں اور غور کریں کہ جو کچھ اُن کے ساتھ ہو رہا ہے یہ کسی غیر معمولی واقعہ کی بناء پر ہے کوئی ایسی بات ضرور ہوئی ہے جسے ہم نے نظر انداز کر دیا ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہم پر دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہے۔

یہ وجہ ہے۔ ورنہ عذاب دینا مقصود بالذات نہیں تکلیف پہنچانا اللہ تعالیٰ کے منشاء میں داخل نہیں اور اس مضمون پر

میں پہلے بھی تفصیلی روشنی ڈال چکا ہوں کہ نہ بے دینوں کو تکلیف پہنچانا تقدیر الٰہی ہے اور نہ ایمان داروں کو تکلیف پہنچانا تقدیر الٰہی ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے جب بھی تکلیف نازل کی جاتی ہے کسی مقصد کی خاطر کی جاتی ہے اگر اپنوں اور پیاروں کو تکلیف دی جائے تو وہ مقصد اُن کے حق میں اچھے حالات پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے اُن کے حق میں خدا تعالےٰ کے پیار کو دُنیا کے سامنے مزید ظاہر کرنے کا موجب بنتا ہے اور اُن کی ہر تکلیف کو ایک باقی اور جاری رہنے والی آسائش میں تبدیل کر دیا جاتا ہے اور اُن کا ہر آنیوالا دن اُن کے ہر گذرے ہوئے دن سے بہتر ہوتا چلا جاتا ہے

اس کے برعکس اِس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے بھیجے ہوؤں کا انکار کرتے ہیں اُس پر اصرار کرتے ہیں اُن کو بھی تکلیفیں دی جاتی ہیں اور وقتی طور پر اُن کی تکلیفوں کو بھی اُٹھا لیا جاتا ہے لیکن پھر ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ

خُدا تعالیٰ کا آخری فیصلہ

اُن کے متعلق ظاہر ہو جاتا ہے اور یہ سلوک ہمیشہ منکرین سے ہُوا ہے ماننے والوں کے ساتھ نہیں ہُوا چنانچہ اُس سلوک کا آخری نکتہ خدا تعالےٰ نے یہ بیان فرمایا ...... فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

وہ قومیں جو ظلم کرتی ہیں وہ قوم جسنے ظلم کیا اُن کی جڑیں کاٹ دی گئیں اُنکو بُنیادوں سے اُکھیڑ دیا گیا گویا اُن کی طاقت کے چشمے اُن سے ہمیشہ کیلئے کھینچ لیئے گئے خشک کر دیئے گئے! اور اُس کے بعد پھر اُنہیں سر اُٹھانے کا موقع نہیں مِلا۔ یہ وہ تقدیر ہے

اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سچے ہیں جیسا کہ ہم کامل یقین رکھتے ہیں کہ آپ سچے ہیں

اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اُسی رسُول کے غُلام اور عاشق ہیں جسپر یہ آیت نازل ہُوئی اور جسکو مُخاطب کرتے ہوئے خدا نے یہ مضمون کھولا اور ہم کامل یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سچے ہیں اور اُسی رسُولؐ کے متبع اُسی کے ماننے والے اُسی کے عاشق صادق ہیں

اور اگر آج خدا تعالےٰ نے آپؑ کو بھی اُنہی مقاصد کیلئے بھیجا ہے جن مقاصد کو پورا کرنے کے لیئے خُدا اِس سے پہلے انبیاءؑ کو بھجواتا رہا ہے تو پھر یقیناً آپ دیکھیں گے کہ یہی مضمون پھر جاری ہوگا پہلے بھی جاری ہے لیکن افسوس کہ آنکھیں ابھی تک بند ہیں، لیکن پھر جاری ہوگا اور زیادہ آنکھیں کھولنے کا موجب بنے گا یہاں تک کہ اگر خدانخواستہ ظلم کرنے والی قوم ظلم سے باز نہ آئی اور

عبرت کے نمونے دیکھ کر عبرت نہ پکڑی

تو پھر خدا تعالےٰ کی آخری تقدیر اِن کے حق میں ضرور ظاہر ہوگی۔

لیکن مُباہلے کیوجہ سے مُمکن ہے کہ وہ تقدیر جو بعد کیلئے مقرر تھی پہلے آئی ہے اور اُس کے دن آگے کر دیئے جائیں اِس لئے اِس مُباہلے کو صرف اِس رنگ میں اِستعمال نہ کریں کہ گویا آپ کا دِل ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اَپنے ذِمّہ داری کسی دُوسرے کے سر پھر ڈال دی اور یہ کہکر کہ مُباہلہ ہو گیا ہے آپ بری الذمّہ ہو گئے میں اِس پہلو پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ

مُباہلے کے بعد آپ کی ایک بہت ہی اہم ذمّہ داری ہے

ہم سب کی ایک اہم ذِمّہ داری ہے ساری جماعت کو اُس ذِمّہ داری کو ادا کرنا ہوگا اور وہ ذِمّہ داری خدا تعالےٰ نے رؤیا میں مجھے دِکھائی اور وہ میں آج آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں

مُباہلے کا مضمون جب میرے دماغ میں ڈالا گیا تو آج سے چار خُطبے پہلے میں نے اِس کا آغاز کیا اور تمہید باندھی اور بتایا کہ مُباہلہ کیا ہوتا ہے تو اِس کے دو تین دِن کے بعد ہی بجائے اِس کے کہ مجھے مُباہلے سے متعلق کوئی خواب آتی ایک ایسی رؤیا دِکھائی گئی جو غیر معمولی قوت کی حامل تھی لیکن مجھے اُسوقت سمجھ نہ آئی صُبح جب غور کیا تو پھر سمجھ آئی کہ اِس کا تعلق دراصل مُباہلے سے ہی ہے۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک خُطبہ دے رہا ہوں۔ اور مُخاطب کون ہیں! کہاں ہیں؟ کتنے ہیں!

یہ پیش نظر نہیں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے میں کل عالم کی جماعت کو خطبے میں مخاطب کر رہا ہوں اور وہ جماعت سامنے بیٹھی ہوئی دکھائی نہیں دے رہی۔ اور اُس خطبے میں اتنا جوش ہے اور اس طرح وہ قوت کے ساتھ خود بخود جاری ہے جیسے بھرپور دریا بلندی سے بہاؤ کی طرف قوت کے ساتھ بہتا ہے اس کے سارے الفاظ تو یاد نہیں لیکن اس کی شوکت سے بعض دفعہ میرے جسم کا ذرّہ ذرّہ کانپنے لگتا ہے اور مضمون صرف یہ تھا کہ ـــ

عبادت کرو اور عبادت کے حق قائم کرو اور نمازیں پڑھو

اور اس کے جو بعض حصے ہیں اُن کا مضمون مجھے یاد ہے۔ اگرچہ الفاظ بعینہٖ یاد نہیں ہوں گے۔ مثلاً ایک موقعہ پر میں نے بڑے زور سے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ـ

"اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی وجہ سے تم آسمان پر نجات یافتہ لکھے جاؤ گے تو یہ خیال غلط ہے جب تک تم زمین پر خدا کی عبادت کو قائم نہیں کرو گے میں خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ تم آسمان پر نجات یافتہ نہیں لکھے جاؤ گے اس لئے زمین پر عبادتوں کو قائم کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ خدا کی عبادت کو از سرِ نو قائم کریں پس اگر تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے خادم ہو اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سچی وفا کرتے ہو تو زمین پر اسی خدا کی عبادت کو قائم کرو جو آسمان پر ہے۔ پھر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم آسمان پر خدا کے عبادت گزار بندوں میں لکھے جاؤ گے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نجات یافتہ جماعت میں داخل ہو گے"۔

بالکل اس مضمون کو شاید چند الفاظ کی تبدیلی سے میں نے خواب میں اپنے آپ کو جماعت کے سامنے پیش کرتے ہوئے دیکھا اور ایک لمبا خطبہ تھا پورے الفاظ تو مجھے یاد نہیں لیکن یہ مجھے معلوم ہے کہ مسلسل عبادت کے متعلق تھا چنانچہ جب میں نے بعد میں غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ

اس کا تو مُباہلے سے گہرا تعلّق ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی سچائی کا معاملہ جماعت کی سچائی کے معاملے کے ساتھ وابستہ ہے اگر جماعت جھوٹی ہو جائے تو تب بھی خدا مباہلے میں کوئی کھلا کھلا نشان ظاہر نہیں فرمائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مباہلے کے چیلنج دیئے جنہوں نے قبول کئے وہ بھی خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہلاک ہوئے اور عبرت کا نشان بنے۔ یہ دور تھا جو اپنے وقت میں بہار دکھا کر چلا گیا یہ دور اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہ سکتا ہے اگر اپنے اعمال میں وہ تقدس پیدا کرو، پاکیزگی پیدا کرو اگر خدا تعالےٰ سے تعلق میں وہ روابط پیدا کرو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیدا کئے اور جماعت میں پیدا کرنا چاہتے تھے اور اس تقدس اور ان روابط کی جان نماز ہے اگر نماز کے ذریعہ خدا سے تعلق قائم نہ رکھا جائے تو انسان کی کچھ بھی حیثیت اُس کی نظر میں نہیں رہتی اور مباہلہ تفریق کرنے کے لیئے ہوتا ہے۔ تمیز کرنے کے لیئے ہوتا ہے اگر کوئی جماعت خدا کی عبادت کو قائم نہیں کرتی۔ تو اُسکی خاطر غیروں کے ساتھ کوئی تفریق نہیں کی جائیگی

میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں عبادت کا معیار اکثر جگہ غیروں کے مقابل پر اُونچا ہے بعض ایسے علاقے بھی ہیں جہاں شدت کے ساتھ روایتاً نمازوں کے ظاہر پر سختی کی جاتی ہے اور اُن کے مقابل پر افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض احمدی علاقوں میں جہاں دُوسرے علاقوں کے احمدی ہیں، اپنی روایتاً سستی کیوجہ سے نمازوں کی طرف اُتنی توجہ نہیں دی جاتی اس لیئے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ دُنیا میں ہر جگہ احمدی کا نماز کا معیار غیر احمدی کے نماز کے معیار سے اُونچا ہے۔ مگر باطنی معیار اُونچا ہو بھی تو اللہ بہتر جانتا ہے لیکن ظاہری معیار کے لحاظ سے ہر جگہ اُونچا نہیں۔ اسی طرح میں نے ایک دفعہ پہلے بھی توجہ دلائی تھی، بعض فرقوں میں بھی نماز کا معیار، بعض احمدیوں سے جو بعض خاص علاقوں میں بستے ہیں، یقیناً اُونچا ہے۔ مثلاً بعض یمن ہیں اور اِسی قسم کی بعض قومیں ہیں جو نمازوں پر بہت سختی کرتی ہیں۔ وہابیہ فرقہ نمازوں پر بہت سختی کرتا ہے

سعودی عرب میں نماز کے ظاہر کے قیام کا جہاں تک تعلق ہے وہ معیار کافی بلند ہے اگرچہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ظاہر کچھ چیز نہیں لیکن یہ کہنا کہ باطن ہے اور ظاہر نہیں یہ بھی بالکل جھوٹ ہے ظاہر ہو اور باطن نہ ہو یہ تو تسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن یہ قابلِ تسلیم نہیں کہ تمہارا ظاہر نہیں باطن ہے یہ جھوٹ ہے اس لئے

ہر احمدی کو اپنے ظاہر کو بھی قائم کرنا ہوگا

اور اسلام عبادت کے معاملے میں جو تقاضے احمدی سے کرتا ہے اُنہیں پورا کرنا ہوگا اور تمام دُنیا میں عبادت کے معیار کو بڑھانا ہوگا اس معاملے پر غور کرتے ہوئے مجھے ضمناً یہ خیال آیا کہ اس سے بھی سچ میں اور جھوٹ میں واضح تمیز ہو جائے گی کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟ کیونکہ عجیب اتفاق ہے یا تقدیر ہے کہ انہی دنوں میں صدرِ پاکستان ضیاء الحق صاحب نے

نمازوں کے مضمون کو اُٹھایا ہے

اور اپنی تقاریر میں دعویٰ کیا ہے کہ اب ہم سزائیں دے کر اور جبراً نمازیں پڑھائیں گے اور باقاعدہ دفتروں میں حکم نامے جاری ہوتے ہیں کہ نمازوں کی باقاعدہ حاضری لگائی جائے اور جو لوگ نمازیں نہیں پڑھتے اُنہیں سزائیں دی جائیں تو

نمازوں کی طرف بُلانے والے آج دو طرح کے دُنیا کے سامنے کھڑے ہیں

ایک وہ ہے کہ جس کو ایک ملک پر بھی کوئی جبر اور تسلط اور قوت کی دسترس حاصل نہیں کسی ایک مُلک کے ایک حصّے پر بھی کوئی حکومت حاصل نہیں اور اُسکے ماننے والوں اور اُس کے پیچھے چلنے والوں کی جماعت دُنیا کے ایک سو چودہ ممالک کے زائد علاقوں میں پھیلی پڑی ہے اور محض اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے اُن کے اہلِ وفا پر اعتماد کرتے ہوئے۔ وہ کامل یقین کے ساتھ یہ جانتا ہے کہ جب وہ خدا کے نام پر یہ آواز بلند کرے گا کہ نمازوں کے معیار کو بڑھاؤ تو تمام دُنیا سے ابراہیمی طیور کی طرح خدا کی پاک رُوحیں دوڑتی چلی آئیں گی اور لبیک لبیک کی آوازیں بلند ہونگی اور دُنیا کے ہر کونے میں احمدی کی نماز کا معیار بلند ہونا شروع ہو جائیگا۔

دوسری طرف نمازوں کی طرف بُلانے والا ایک ایسا ہے جسکو ایک مُلک میں پوری جبروت حاصل ہے استبداد کی تمام وہ طاقتیں جو ایک آمر کو حاصل ہونی چاہئیں، جس کی پُشت پناہی پر مُلک کی فوج کھڑی ہو ساری قوتیں اس کو حاصل ہیں۔ اُسنے بھی اعلان کیا ہے کہ میں نماز کو قائم کرنا چاہتا ہوں لیکن اُس کا اعلان دِلوں پر حکومت کرنے والا اعلان نہیں وہ بدنوں پر حکومت کرتے ہوئے نماز کو قائم کرنے کا دعویٰ کر رہا ہے اب آپ دیکھیں اور دُنیا بھی دیکھے گی کہ کس کی نماز کا اعلان زیادہ اثر دکھاتا ہے اور کس کی نماز کی طرف بُلانے کے نتیجہ میں کثرت سے لوگ دوڑتے ہوئے عبادت کیلئے خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔

پس یہ مُباہلہ ایک عجیب شان میں

ایک دوسری شان سے بھی ظاہر ہوگا اور نمازوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جہاں خدا تعالیٰ سے غیر معمولی قوتیں اور برکتیں پائے گی، اور خدا کی طرف، خدا تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے اُس کے لئے ہر رنگ میں تائید نازل ہوگی وہاں دوسری طرف خود نمازیں پڑھنے کا نمونہ اور خدا کے نام پر ایک آواز کو سُنتے ہوئے لبیک کہتے ہوئے عبادت کے معیار کو ہر جگہ بلند تر کر دینا ایک ایسا ظاہری سچائی کا نشان ہوگا کہ اُس کے مقابل پر کوئی اور نشان ایسی چمک نہیں دکھلا سکتا کُھلا ہُوا روشن نشان جسطرح سورج چڑھ جاتا ہے اُس طرح کا عبادت کا یہ نشان ہے جو جماعت کے حق میں ظاہر ہوگا تو اس پہلو سے

مَیں دُنیا کی تمام جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں

کہ اپنے گھروں کا جائزہ لیں جہاں عبادت میں کمزوری ہے وہاں اس کمزوری کو دور کریں جہاں بچے نماز نہیں پڑھتے وہاں انہیں باقاعدہ متوجہ کریں جہاں بڑے نماز نہیں پڑھتے وہاں بڑوں کو نماز کی طرف متوجہ کریں جہاں عورتیں نماز نہیں پڑھتیں، وہاں عورتوں کو متوجہ کیا جائے جہاں مرد نماز نہیں پڑھتے وہاں مردوں کو متوجہ کیا جائے بیویاں خاوندوں پر نگران ہو جائیں، خاوند بیویوں پر، ماں باپ بچوں پر نگران ہو جائیں اور وہ بچے جن کو خدا تعالیٰ نے خاص تقویٰ عطا کیا ہے، اپنی محبت بخشی ہے اور وہ پہلے ہی نمازوں کی طرف خاص طور پر توجہ دیتے ہیں وہ اپنے ماں باپ پر نگران ہو جائیں اور یہ امر واقعہ ہے کہ ایک دفعہ نہیں، متعدد مرتبہ مجھے بعض احمدی بچوں نے بڑے دردناک خطوط لکھے ہیں کہ ہمارے ماں باپ نماز سے غافل ہیں یا ہماری ماں نماز سے غافل ہے یا ہمارا باپ نماز سے غافل ہے اس کیلئے دُعا کریں معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچے خود نمازیں پڑھتے ہیں ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خود تو نمازیں نہ پڑھتے ہوں مگر اپنے ماں باپ کے لئے نمازوں کی دُعا کی درخواستیں کر رہے ہوں۔

— تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے یقین ہے کہ اس کے نتیجے میں جماعت احمدیہ تمام دُنیا میں جب نماز کے جہاد میں مشغول ہو جائیگی تو ان نمازوں میں خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھے گا۔ نمازوں میں دُعاؤں کی توفیق ملے گی۔ مُباہلے کے مضمون پر غور کریں گے اور پھر خدا سے مدد مانگیں گے۔ ایک نالی آسمان کی طرف جاتی ہوئی خدا کی رحمت سے پھر پُور نہیں ہوگی بلکہ لکھو کھہا احمدی دِلوں سے اُٹھنے والی نالیاں آسمان سے تعلق قائم کریں گی اور خدا کی رحمت کا دودھ اُن سے نازل ہوگا اور وہ بھر کر چلیں گی۔

یہ ہے وہ تصوّر جو میں نے باندھا ہے کہ اگر جماعت احمدیہ نمازوں کو قائم کرے اور عبادت کی طرف متوجہ ہو تو گویا جگہ جگہ جسطرح بڑھ کے درخت سے شاخیں نیچے اُترتی ہیں اور زمین سے تعلق قائم کر کے وہ زمین کا رس چوسنے لگتی ہیں۔ اُسکے برعکس نظارہ جماعت احمدیہ دکھائے کہ زمین پر ہر عبادت کرنے والے کے دِل سے ایک نالی اُٹھے ایک شاخ بلند ہو جو آسمان سے اپنا تعلق قائم کرے۔ اور آسمان کی رحمت کا رس چوسنے لگے۔ اگر آپ یہ نظارہ سچا کر دکھائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تمام دُنیا میں خدا کی سچی عبادت کرنیوالے احمدی پہلے سے بہت بڑھ کر خدا کی عبادت کی طرف متوجہ ہوں تو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ

کل نہیں آپ یہ مُباہلہ آج جیت چکے ہیں

خدا کی وہ تقدیر تو بہر حال ظاہر ہوگی۔ جیسا میں نے ذکر کیا ہے آپ کا مُباہلہ ہو یا نہ ہو، خدا تعالیٰ یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ بڑے زور آور حملوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کو تمام دُنیا پر ثابت کر کے دکھلائے گا۔ یہ خدا کی تقدیر ہے اس میں نہ آپ کا کوئی دخل ہے نہ میرا کوئی دخل ہے۔ نہ آپ کی کوئی مجال ہے نہ میری کوئی مجال ہے۔ مگر ہاں! عبادت کے ذریعے خدا کی رحمت کی تقدیر کو جلد تر ظاہر کرنے اور روشن تر صورت میں ظاہر کرنے کیلئے ہمیں بہت محنت کی ضرورت ہے۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے، تمام احمدی گھروں میں خصوصیت کیساتھ اسکی طرف توجہ دی جائیگی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ رمضان جو ابھی چند دن پہلے آ کے گذر گیا تھا عبادت کے لحاظ سے دوبارہ ہر احمدی گھر میں لوٹ آئیگا۔ اور وہاں ٹھہر جانے کیلئے آئے گا۔ بس رہنے کے لئے آئیگا۔ اور جہاں تک عبادتوں کا تعلق ہے یہ رمضان دائمی ہوگا اور کبھی احمدیوں کے گھروں کو چھوڑ کر واپس نہیں جائیگا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

بقیہ اخبار احمدیہ

احمدیہ قادیان مع محترمہ سیّدہ بیگم صاحبہ اور خاندانِ درویشان کرام و احباب جماعت بفضلہٖ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔

○ — افسوس کہ مورخہ ۳۰/۷/۸۸ کو محترم ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب زیدی الواسطی کافی عرصہ علیل رہنے کے بعد دہلی میں وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مورخہ ۲/۸/۸۸ کو شام چھ بجے مرحوم کی نعش قادیان لائی گئی ۶ ½ بجے نمازِ جنازہ کے بعد مرحوم کی تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی۔

خطبہ جمعہ

اس عظیم الشان تاریخی مباہلے کا تعلق جس کا چیلنج تمام احمدیوں کی نمائندگی میں میں نے تمام دنیا کے مکذبین اور مکفرین کو دیا تھا نماز سے بھی ہے اور اس کا بہت گہرا تعلق نماز سے ہے!!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا " اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں"

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۴؍ احسان (جون) ۱۳۶۷ ہش / ۱۹۸۸ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبد الحمید صاحب نمازی ۱۶ اگریسین ہال روڈ لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیتہً اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے سورہ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۵ کی تلاوت فرمائی —

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ۔ (۲۰: ۱۵)

فرمایا:-

اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ "یقیناً میں ہی وہ اللہ ہوں جس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے" اس میں بڑے زور اور شدت کے ساتھ توحید کا اظہار ہے اور بڑی شان کے ساتھ توحید کا اظہار ہے ...

"بے شک میں ہی ہوں وہ اللہ - میرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے پس میری عبادت کرو اور نماز کو میرے ذکر کی خاطر پڑھا کر - یا میرے ذکر کی خاطر قائم کر۔"

جتنی باتیں اس مختصر سی آیت میں بیان ہوئی ہیں ان میں سے ایک بھی مسلمان کے لئے نئی نہیں اور بظاہر اس میں کوئی بھی ایسی بات بیان نہیں ہوئی جس سے اُسے کوئی نئی خبر ملتی ہو۔ انسان اس آیت کو پڑھتا ہے اس کے زور اور شدت سے اور اس کی شوکت سے متاثر بھی ہوتا ہے لیکن ٹھہر کر غور نہیں کرتا کہ یہ ساری باتیں جو عام فہم ہیں اور ہر مسلمان کو پہلے سے معلوم ہیں۔ اس شدت اور خصوصیت کے ساتھ کیوں بیان کی گئی ہیں؟ مثلاً اگر آپ کسی سے کہیں کہ کھانا کھایا کرو تاکہ تمہاری بھوک مٹ جائے تو کوئی بچہ شوخی سے یہ کہہ سکتا ہے کہ اور کس لئے کھانا کھایا جاتا ہے۔ بھوک مٹانے کے لئے ہی تو کھایا جاتا ہے۔ یہ کیا بات ہوئی کھانا کھایا کرو تاکہ بھوک مٹ جائے۔

اسی قسم کی عام فہم سادہ، معروف باتیں ہیں جو اس آیت کریمہ میں بیان ہوئی ہیں لیکن اس انداز سے اس شوکت اور قوت کے ساتھ بیان ہوئی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ

خدا کوئی پیغام دینا چاہتا ہے

جیسے غافل بندہ نہیں سمجھتا اور دیکھتے ہوئے بھی اس طرح گزر جاتا ہے جیسے دیکھا نہیں یا دیکھنے کی ضرورت کوئی نہیں کیونکہ میں پہلے سے جانتا ہوں۔ حالانکہ نہیں جانتا اس میں جتنی باتیں بھی بیان ہوئی ہیں وہ سب وہ ہیں جن سے انسان یقیناً غافل ہے۔ خدا فرماتا ہے میں ہی ہوں وہ معبود جس کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں وہ اللہ ہوں اور امر واقعہ یہ ہے کہ انسان نے اپنی زندگی میں اتنے بت بنا رکھے ہیں۔ اتنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے کہ خدا کے سوا کر اسے روزمرہ کی زندگی میں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ میری زبان ایک خدا کے سوا کسی اور کا اقرار نہیں کرتی اور میرا دل اور میرا عمل اور میری توجہات اس ایک خدا کے سوا بہت سے دوسرے معبودات کی پرستش کرتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس اعلان کے بعد فرمایا۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

نماز پڑھا کرو میرے ذکر کی خاطر، میری یاد کے لئے۔ اب آپ جانتے ہیں کہ خدا کے ذکر کے لئے ہی نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ مگر اس فقرے پر ٹھہر کر سوچنا چاہئے تھا یا ہر مسلمان کو سوچنا چاہئے کہ یہ جو فرمایا گیا ہے تو میں اپنی نماز تو کم سے کم ٹٹول کر دیکھوں کہ کیا وہ ذکر کی خاطر ہی پڑھ رہا ہوں۔ میں جو صبح شام نمازیں پڑھتا ہوں۔ کیا واقعۃً وہ نمازیں ذکر الٰہی سے معمور ہوتی ہیں؟ اس سوال کا جواب ہر انسان اپنے تجربے اور اپنے حالات کے مطابق اپنی نمازوں کی کیفیت کے مطابق دے سکتا ہے لیکن اگر بنظرِ غائر دیکھے گا، اگر حقیقت کی نظر سے دیکھے گا تو وہ عرفان کے کسی مقام پر بھی ہو وہ اپنے نفس کو نفی میں جواب دے گا کیونکہ جب یہ کہا جائے کہ نماز ذکر الٰہی کے لئے ہے، خدا کی یاد کے لئے ہے اور اسی غرض سے نماز پڑھا کرو یعنی

نماز کو ذکر الٰہی سے بھر دو

تو اس تعریف کی رو سے نماز کی جو شکل ظاہر ہوتی ہے وہ ہماری اکثر نمازوں میں واقعۃً ظاہر نہیں ہوتی۔ ہماری اکثر نمازیں ذکر الٰہی سے اس طرح خالی ہوتی ہیں جیسے بعض دفعہ سوکھے ہوئے مالٹے شکل و صورت میں دیکھنے میں اسی طرح رنگین اور خوش شکل اور بھرے ہوئے بھی دکھائی دیتے ہیں بلکہ سوکھے ہوئے مالٹے بعض دفعہ زیادہ بھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں وہ تھوڑے سے پھول بھی جاتے ہیں لیکن جب اُن کو کھولتے ہیں تو ہر پھانک رس سے خالی ہوتی ہے کہیں کہیں رس کا چھینٹا نظر آتا ہے۔

تو اس پہلو سے اگر انسان حقیقت کی نظر سے اپنی نمازوں کا جائزہ لے تو اس کی نماز کی اکثر پھانکیں ذکر الٰہی سے اسی طرح خالی دکھائی دیں گی کہیں کہیں چھینٹے نظر آئیں گے پھر انسان اپنی نمازوں پر غور کرے جب وہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتا ہے یا تسبیح و تحمید کرتا ہے تو کس حد تک اس کی توجہ سورہ فاتحہ کے مضمون کی طرف رہتی ہے اور تسبیح و تحمید کرتے وقت کس حد تک وہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں اُن اعلیٰ صفات کو دیکھ رہا ہوتا ہے جو اس کی زبان بیان کر رہی ہوتی ہے اس نظر سے اگر آپ غور کریں تو ہر شخص جو اپنے اندر سچائی کا بیج رکھتا ہے۔ اس کا جواب نفی میں ہوگا کہ بسا اوقات میری توجہات دوسرے مضامین کی طرف رہیں اور ذکر الٰہی کرتے وقت ایسا بھرپور ذکر الٰہی کرنے کی توفیق مجھے نہیں مل سکی کہ میری توجہ مسلسل خدا کی طرف ہو۔

تو یہ جو فرمایا کہ:-

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

یہاں خدا تعالیٰ نے پہلے بیان کی جانچ کے لئے ہمارے سامنے ایک پیمانہ رکھ دیا۔ نماز وہ آئینہ ہے جس میں روزمرہ کی زندگی کی توحید یا روزمرہ کی زندگی کا شرک دکھائی دیتا ہے اور اس بیان کی تان جو اس بات پر توڑی گئی — وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ تو متوجہ یہ فرمایا گیا ہے کہ تم

لاکھ توحید کے دعوے کرو، لاکھ کہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ لیکن جب تم نمازوں میں میرے سامنے حاضر ہو گئے اس وقت تمہاری توحید جانچی اور پہچانی جائے گی۔ دنیا میں تو تمہارے سامنے یہ عذر ہے کہ ہاں توحید تو ہے اپنی جگہ، لیکن توحید کے سوا بھی تو مشاغل ہیں۔ انسان نے دنیا کے کارخانے میں زندہ رہنا ہے۔ بسر اوقات کرنی ہے۔ اس لئے اگر خدا سے توجہ ہٹ گئی تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ عمداً ایسا نہیں ہوا۔ دل توحید ہی کی طرف مائل ہے لیکن کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے توجہ ہٹ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے تو کوئی حیلے، کوئی عذر پیش نہیں ہو سکتے۔ اس کے سامنے عذروں کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ پس دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے کس حکمت کے ساتھ

کس شان کے ساتھ

ہندے کا جھوٹ اس پر ظاہر فرما دیا۔ فرمایا ٹھیک ہے اگر تم واقعی توحید کے قائل ہو، اگر تمہاری ساری زندگی توحید ہی کی پرستش میں گذرتی ہے تو جس وقت خالصتہً میرے سامنے حاضر ہوتے ہو اس وقت تو تمہاری توحید کو خاص چمک دکھانی چاہیئے۔ اس وقت تو تمہاری توحید سج بن کر نماز میں ظاہر ہونی چاہیئے۔

خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ

کا ایک مطلب ہے کہ اپنی توحید کو خدا کے حضور سجا کر لے کے جاؤ تا کہ نمازوں میں ظاہر ہو کہ تم کس حد تک موحد ہو۔

پس نماز کے آئینے میں روز مرہ کی زندگی دکھائی دیتی ہے۔ اور ان دونوں کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ روایات ملتی ہیں کہ آپ جب نماز نہیں بھی پڑھ رہے ہوتے تھے تو دل نماز میں اٹکا ہوتا تھا...... اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ کا یہ مطلب ہے۔ نماز کے باہر بھی جس کا دل نماز میں اٹکا ہو گا نماز میں جا کر اس کی کیا کیفیت ہو گی۔ وہ غیر اللہ کو تو پھر وہ دل پیش نہیں کر سکتا۔

لیکن اس کے برعکس اگر نماز کی حالت میں دل باہر اٹکا ہو تو پھر ایسے شخص کا توحید کا دعویٰ خام تو ہو سکتا ہے، اسے ہم جھوٹا نہ بھی کہیں تو یقیناً یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ اس کی توحید میں بہت سی کمی رہ گئی ہے۔ اس کی توحید ابھی بہت حد تک خام ہے۔ اور اسے خود اس کا علم نہیں۔

پس یہ بیان جو بالکل سادہ، عام فہم اور روز مرہ کا دیکھا بھالا معلوم ہوتا تھا جب آپ اس پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے نئے مضامین ہیں۔ اس سے پہلے ان پر توجہ ہی نہیں گئی۔

پس اس پہلو سے آپ اپنی نمازوں کو دوبارہ دیکھیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل نماز سے باہر رہتے ہوئے نماز میں اٹکا ہوتا تھا اور ہمارا دل نماز میں رہتے ہوئے نماز سے باہر اٹکا ہوتا ہے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ہر انسان کا دل ہر روز کبھی نہ کبھی آویزش کی جگہ لٹک جایا کرتا ہے۔ جس طرح آپ کوٹ کھونٹی سے لٹکاتے ہیں۔ روز مرہ کی زندگی میں میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ ہر انسان اس دن کسی نہ کسی لذت سے اپنا دل اٹکا دیتا ہے۔

اور وہ اُن کے اُس دن کا معراج ہو جاتا

چنانچہ بعض دفعہ بچے، جن کو خاص کھانا پسند ہو اور ان کو پتہ ہو کہ سکول سے آنے کے بعد وہ کھانا ضرور پکا ہو گا، سارا دن سکول میں ان کا دل اس کھانے میں اٹکا ہوتا ہے۔ اور واپس آ کر اگر وہ دیکھیں کہ وہ کھانا تو ہاں نہیں ہے تو پھر ان کی کیفیت دیکھیں کہ کیا حال ہوتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ان کا سارا دن ضائع اور تباہ ہو گیا۔

چنانچہ انسان بھی اسی بچپن کی حالت سے گذرتا ہوا جوانی تک پہنچتا

ہے۔ اس کے دل کے اٹکنے کی جگہیں تو مختلف ہو سکتی ہیں مگر عادت نہیں بدلتی۔ وہ اپنا دل کہیں نہ کہیں اٹکا ضرور دیتا ہے۔ اور اس کی لذت کا ہر روز کوئی ایک خاص معیار مقرر ہو جاتا ہے کہ آج یہ ہو گا اور مزہ آئے گا۔ جو کھیلوں کے شوقین ہیں، مثلاً آج کل TENNIS کا کھیل ہو رہا ہے۔ وہ کسی کام پر بھی چلے جائیں ان کا دل ٹینس میں اٹکا ہوا ہوتا ہے۔ جو کرکٹ کے شوقین ہیں وہ جب کرکٹ کا ٹیسٹ ہو رہا ہوتا ہے۔ تو وہ خواہ کھانا کھا رہے ہوں یا کچھ اور کام کر رہے ہوں۔ ان کا ذہن ہر وقت اس انتظار میں رہتا ہے کہ کرکٹ کی خبر آئے یا کب مجھے موقعہ ملے تو میں ٹیلی ویژن پہ کرکٹ دیکھوں۔

تو دل کو اٹکانے کی جگہیں تو بدل جاتی ہیں۔ ضروری نہیں کہ ہر دفعہ کھانا ہی رہے۔ لیکن جگہیں ضرور ہوتی ہیں۔ اور انسان کی یہ عادت بچپن سے اتنی پکی ہو لیتی ہے کہ وہ پھر اس کو تبدیل نہیں کر سکتا۔

اس پہلو سے جب آپ اپنی نمازوں کا جائزہ لیں تو جہاں جہاں کبھی آپ کا دل اٹکتا ہے آپ کی نمازوں میں بھی اسی طرف توجہ رہتی ہے۔ کوشش کر کے، جد و جہد کر کے آپ اسے واپس لاتے ہیں اور پھر طبعی طور پہ ایک بے اختیار کشش کے ساتھ آپ کا دل اسی طرف مائل ہو جاتا ہے جہاں آپ نے اس کو خود لٹکا دیا ہے۔ تو پھر توحید کیسی ہوئی؟ یہ تو بالکل اس منظر کے برعکس منظر ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازوں کا منظر دکھائی دیتا ہے۔

آپؐ باہر ہیں اور دل نماز میں ہے

ہم نماز میں ہوتے ہیں اور ہمارا دل باہر ہوتا ہے۔ اس پہلو سے ہمیں اپنی نمازوں پر بہت ہی محنت کرنی پڑے گی۔ بہت ہی زیادہ غیر معمولی توجہ کی ضرورت ہے۔ اور اس توجہ سے پہلے، جیسا کہ میں نے پچھلے خطبہ میں بھی بیان کیا تھا۔ ہمیں بہرحال نمازوں کو ظاہری طور پہ قائم کرنے کے لئے تو محنت کرنی پڑے گی۔ جن کی نمازوں کا وجود اپنی ظاہری شکل میں قائم ہو جائے ان کے اندر تو ایسی بھرنے کی باتیں سوچی جا سکتی ہیں۔ مگر جن کے ہاں ظاہری وجود ہی قائم نہ ہوا ہو، اس میں رس کیا بھریں گے، اس کی کیفیت کو تبدیل کرنے کے لئے کیا کوشش کریں گے؟ کیا منصوبہ بنائیں گے؟

اس لئے جماعت احمدیہ کو بہت سے مراحل در پیش ہیں اور وہ ابھی ابتدائی حالت میں ہیں۔ نمازیں بہت سی منازل سے گذرنے کے بعد پھر اس مقام تک پہنچتی ہیں جہاں پھل پکا کرتے ہیں۔ اور ان پھلوں کو شیرینی نصیب ہوتی ہے۔ اور ان کی لذت روح کے لئے غذا کا موجب بنتی ہے اور سرور کا موجب بنتی ہے۔ اس پہلو سے میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات چنے ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ تا کہ ایک عارف باللہ کی نمازوں کو دیکھ کر آپ اندازہ کر سکیں کہ ابھی کتنا لمبا سفر ہمیں کرنا ہے، کتنے خلاء ہیں جنہیں ہم نے پُر کرنا ہے۔ کتنی منازل ہیں جنہیں طے کرنے کے بعد پھر ایک لمبے عرصے کے سفر اور صعوبت کے بعد کہیں وہ نماز میسر آ سکتی ہے۔ جو دراصل مقصود بالذات ہے۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ..... لیکن ان اقتباسات سے پہلے میں اسی آیت میں جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے حل پیش فرمایا ہے اس کے متعلق آپ کے سامنے کچھ مزید بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جب آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات سنیں گے تو اکثر

سُننے والوں کے دل ہِل جائیں گے

اور اکثر گننے والے جو لغوی کا ترجمہ رکھتے ہیں اور اپنی حالت سے باخبر ہیں وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ یہ نمازیں تو ہمارے بس کی نہیں۔ یہ تو اتنی بلند ہیں اور اتنی مشکل ہیں کہ اگر نماز یہ ہے تو پھر پتہ نہیں ہم کیا پڑھتے ہیں۔ دلوں میں خوف پیدا ہوگا۔ اس لئے اگرچہ اس خوف سے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں اس کا حل میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اس آیت میں اس کا حل موجود ہے...... اقم الصلوٰۃ لذکری...... یہ جو لفظ ذکر ہے اس میں نمازوں کو آسان کرنے کی کنجی موجود ہے۔

ذکر سے مراد ہے یاد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میری یاد کی خاطر نماز پڑھا کرو۔ یعنی جب تم نماز میں حاضر ہو تو مجھے یاد کیا کرو۔ اور اگر آپ نماز کے ظاہری خول سے گھبرا جائیں اور یہ سوچیں کہ جتنی جلدی ہیں اس خول سے باہر آئیں اتنا بہتر ہے تاکہ کچھ آزادی کا سانس لیں۔ تو پھر کیا کریں؟ یہ اس کا حل ہے جو اس آیت کریمہ میں پیش کیا گیا ہے۔ فرمایا جتنی دیر تم نماز کی حالت میں ہو، یہ یاد رکھو کہ صرف لفظ پڑھنا مقصد نہیں ہے۔ اللہ کی یاد مقصد ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی یاد کیا کرو۔ اب اگر آپ خدا کی یاد کسی حالت میں بھی کریں تو لذت ہوتی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ نماز سے گھبرا کر، اس کے الفاظ سے گھبرا کر، مصنوعی طور پر نماز ادا کرتے رہیں تو آپ کو ساری عمر کی نمازوں میں کبھی کبھی لذت نہیں ملے گی۔ اگر آپ یہ سمجھیں کہ ایک فارمیلیٹی (FORMALITY) ہے ایک رسم ہے جس میں سے ہم نے گذرنا ہے۔ اور جو الفاظ ادا کرنے ہیں گویا کہ یہ ٹکسالی کے الفاظ ہیں۔ الفاظ ادا ہوئے اور نماز کا حق ادا ہو گیا۔ اور چھٹی مل گئی۔ تو اس حالت کی نمازیں اگر آپ ہزار برس بھی پڑھتے رہیں تو وہ مزا نہیں آئے گا۔ لیکن اگر باشعور طور پر اپنی نماز میں خدا کی یاد داخل کرنے کی کوشش کریں تو نماز کے ہر لفظ میں خدا کی یاد کی کھڑکی آپ کو مل سکتی ہے۔

اور ہر لفظ خدا کی یاد کی کوئی نہ کوئی کھڑکی کھولتا ہوا آپ کو دکھائی دیگا۔

پھر آپ انہی نمازوں میں سے وہی الفاظ پڑھتے ہوئے ہر روز ایک نئے خدا کا نظارہ کر سکتے ہیں۔

ذکر کی تعیین نہیں فرمائی گئی۔ کہ میرا ذکر کیا کرو؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ذکر ہر انسان کی کیفیت کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ ہر انسان کی حالت کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ ہر انسان کے شعور، اس کے علم، اس کے ذاتی تجارب کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے۔ اور پھر جس کیفیت میں سے وہ گذر رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں بھی ذکر کا مضمون بدلتا رہے گا۔

فرمایا کہ جس طرح کے تم ہو، جس حال میں تم ہو۔ اس حال کی نسبت سے خدا کا تصور باندھو۔ اب آپ جب کہتے ہیں سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم۔ تو اس میں ذکر کی بہت کھڑکیاں کھلی ہیں۔ اور آپ ہر کھڑکی سے ایک ہی خدا کے مختلف نظارے کر سکتے ہیں۔ جب آپ سُبحَانَ کہتے ہیں۔ پاک ہے تو ہر شخص کی اپنی پاکیزگی کی حالت کی نسبت سے اس کا پاکی کا تصور بنتا ہے۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ ہر شخص کے تصور کی چھلانگ اس کی اپنی ہمت، اس کی اپنی طاقت اور اس پلیٹ فارم کی اونچائی پر منحصر ہے جس پر وہ کھڑا ہے۔ تو سبحان کا تصور بھی ہر شخص کا مختلف ہے۔ بعض لوگ جو گناہوں میں ملوث ہیں، بار بار کی کوشش کر رہے ہیں۔ گناہوں سے چھٹکارا نہیں ملتا اور پھر ایک نہیں، متعدد بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ وہ جب سبحان پڑھتے ہیں تو ان کے ذہن میں وہ ابتدائی گناہ آئیں گے۔ اور کثرت کے ساتھ، ذہن کبھی اس گناہ کی طرف جائے گا کبھی اس گناہ کی طرف جائے گا۔ کبھی اس کمزوری کی طرف کبھی اُس کمزوری کی طرف اور انسان سوچے گا میں اپنے رب کو سبحان کہہ رہا ہوں۔ اور میرا یہ حال ہے! اللہ میں یہ بات بھی نہیں ہے۔ یہ بات بھی نہیں ہے۔ یہ بات بھی نہیں ہے۔ سبحان ایک منفی ذکر کی کیفیت کا نام ہے۔ لیکن اسکے بعد پھر حمد کی طرف توجہ منتقل ہو جاتی ہے۔ جب آپ ربّی کہتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ یہ میرا رب ہے۔ اور جب اپنے گناہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو پھر سوچتے ہیں کہ اچھا پھر یہ میرا رب کیسے ہو گیا۔ یہ تو کسی اور کا رب نظر آ رہا ہے۔ میرا تو یہ حال ہے۔ مجھے تو اس رب کی طرف منسوب ہوتے ہوئے شرم آتی ہے۔ جس طرح بعض لوگ بُری حالت میں پکڑے جائیں تو اپنے ماں باپ کا نام ظاہر کرتے ہوئے شرماتے ہیں وہ نہیں بتانا چاہتے کہ کس کے بیٹے ہیں اور کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعض دفعہ بڑے بڑے معروف لوگوں کے بچے کسی جرم میں پکڑے جاتے ہیں تو جاسوسوں کو بڑی تحقیق کے بعد پتہ کرنا پڑتا ہے کہ وہ ہیں کون! ان کو یہ ڈر ہوتا ہے کہ اخباروں میں چھپ جائے گا، تشہیر ہو جائے گی اور ہمارے خاندان کی بدنامی ہو گی۔

تو یہاں اس طرح تو تشہیر کا سوال نہیں۔ بندے اور خدا کے درمیان راز ہے۔ لیکن ایک سچا بندہ جب سُبحان کے مضمون پر غور کرتا ہے تو اس کو بہت سی ایسی باتیں معلوم ہوتی ہیں جن کے نتیجے میں ربّی کہنے کے وقت اس کے وجود کو

ایک شدید جھٹکا محسوس ہوتا ہے۔

وہ اچانک سوتا ہوا بیدار ہو جاتا ہے۔ کہ اچھا! میرا رب! اور اگر واقعی میرا رب ہے تو مجھے کچھ نہ کچھ اس کے لئے کرنا پڑے گا۔ ورنہ میرا رب کہنے سے تو میرا رب نہیں بن جائے گا۔ یہ تو مجھے کوئی اور رب معلوم ہوتا ہے۔ پھر عظیم کا لفظ آپ کو بتاتا ہے کہ میں نے جو گناہ کئے ہیں، میں نے اپنی نظر میں اپنے لئے عظمتوں کے تصور باندھے ہیں۔ اور میں ان کی پیروی کر رہا ہوں۔ جب میں خدا کی بات کرتا ہوں تو اس کی عظمت کا تصور، میرے تصور سے مختلف ہے۔ حالانکہ عظیم تو خدا ہے۔ وہ اس لئے عظیم ہے کہ وہ ان برائیوں سے پاک ہے۔ میں ان برائیوں میں رہتے ہوئے عظیم بننے کی کوشش کر رہا ہوں۔ تو عظمتوں کے تصور میں جو اختلاف پیدا ہو جاتے ہیں وہ انسان کے سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور انسان اپنی سوچوں میں نئی تبدیلیاں پیدا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر نماز میں ذکر کی نیت سے داخل ہو تو پھر یہی نہیں بلکہ بے شمار ایسے مواقع ہیں جن میں انسان اپنے اپنے رنگ میں، اپنی اپنی کیفیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی یاد کر سکتا ہے۔ پھر غم کی حالت کی یاد اور ہوتی ہے۔ خوشی کی حالت کی یاد اور ہوتی ہے۔ غم کی حالت میں تو ہم عموماً خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہی ہیں۔ خوشی کی حالت میں نسبتاً کم جھکتے ہیں اور صرف خدا کے شکور بندے ہیں۔ جو اس وقت خدا تعالیٰ کی یاد میں معروف رہتے ہیں۔ لیکن اگر ہر انسان موحد ہو تو پھر خواہ غم ہو، خواہ خوشی ہو۔ اسے لازماً خدا کی طرف جھکنا پڑیگا۔ وہ خدا کی طرف بے اختیار جھکے گا۔ کیونکہ موحد کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سوا اس کا کوئی ہے نہیں۔ اور پھر جائے گا کہاں؟ حضرت مصلح موعودؓ ایک شعر میں فرماتے ہیں۔ ؎

میں تیرا در چھوڑ کر جاؤں کہاں۔ چین دل، آرامِ جاں پاؤں کہاں

اور در ہے ہی نہیں تو کہاں تلاش کروں؟ کوئی ہوتا تو خیال بھی آتا کہ چلو یہاں نہیں وہاں چلے جائیں۔ تو توحید اور ذکر کا گہرا تعلق ہے۔

توحید آپ کو ذکر کی طرف دھکیلتی ہے

اور ذکر آپ کے اندر توحید کی نئی شان پیدا کرتا ہے۔ توحید کرنے

عرفان آپ کو بخشتا ہے۔

پس اس آیت کریمہ میں توحید اور ذکر کے گہرے تعلق کو بڑی شان اور بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ اور اسی تعلق کی بناء پر ہماری نمازیں زندہ ہو سکتی ہیں۔ اور ہم شرک سے توحید کی طرف مائل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نمازوں کے متعلق جو عظیم الشان کیفیات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تجارب کی روشنی میں، میں آپ کے سامنے رکھوں گا اس سے گھبرائیں نہیں۔ اپنی اپنی توفیق کے مطابق نماز کو یاد کا ذریعہ بنا لیں اور جب کبھی نماز میں جائیں یہ فیصلہ کریں کہ کوئی نہ کوئی نیا طریق اختیار کرتے ہوئے اپنی نماز میں اللہ کی یاد کو ضرور بسانا ہے، اور جب نماز سے نکلیں تو یہ سوچ لیا کریں کہ اس نماز میں آپ نے کتنا خدا کو یاد کیا تھا، کس رنگ میں یاد کیا تھا۔ اگر داخل ہونے سے پہلے یہ عہد کریں اور نکلتے وقت یہ سوچ لیا کریں تو ہر لحاظ آپ کو شروع شروع میں بہت سی ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ بعض دفعہ آپ مسلسل یہ دیکھ کر گھبرا اٹھیں گے کہ اکثر نمازیں خالی گذر گئیں۔ اور پھر رفتہ رفتہ خدا توفیق بڑھاتا چلا جائے گا۔ وہ توفیق کیسے بڑھتی ہے؟ اس کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روشنی ڈالی ہے۔ فرماتے ہیں:-

"جب انسان کی دعا محض دنیاوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں ......"

یہ بہت ہی اہم نکتہ ہے سمجھنے والا۔ بدقسمتی سے بہت سے لوگ مجھے بار بار لکھتے ہیں کہ ہم نے تو فلاں ضرورت کے لئے بہت ہی نمازیں پڑھ لی ہیں، بہت رو رو کے دعائیں کی ہیں۔ مگر خدا کوئی دعا نہیں سنتا۔ بعض بچے جو آج کل سکولوں میں امتحان دے رہے ہیں وہ بھی لکھتے ہیں کہ ہم نے تو امتحان کی خاطر پوری نمازیں شروع کی ہوئی ہیں اور بڑی دعائیں کرتے ہیں۔ مگر خدا کوئی دعا بالکل نہیں سنتا۔ آپ کو وہم ہے کہ خدا سنتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جب انسان کی دعا محض دنیاوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں۔ لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مد نظر رکھتا ہے ......" یہ "اقم الصلوٰۃ لذکری" کی تفسیر ہے ...... "اور ادب، انکسار، تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے۔ تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔ اصل حقیقت دعا کی وہ ہے جس کے ذریعے سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے۔ یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے۔

اصل بات یہی ہے کہ انسان رضائے الٰہی کو حاصل کرے

اس کے بعد روا ہے کہ انسان اپنی دنیاوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے۔ یہ اس واسطے روا رکھا گیا ہے کہ دنیاوی مشکلات بعض دفعہ دینی معاملات میں حارج ہو جاتے ہیں۔ خاص کر خامی اور کچے پنے کے زمانہ میں، یہ امور ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں۔ صلوٰۃ کا لفظ پر سوز معنے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے ویسی ہی گدازش دعا میں پیدا ہونی چاہیئے"

(ملفوظات - جلد نمبر ۱ - نمبر ۵ - ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

پھر آپ فرماتے ہیں:-

"نماز کیا چیز ہے؟ نماز اصل میں رب العزت سے دعا ہے۔ جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی۔ اس وقت سے اس کو نمازوں میں لذت اور ذوق آنے لگے گا۔ جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزا آتا ہے اسی طرح پھر گریہ و بکا کی لذت آئے گی۔ اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائے گی۔ اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تاکہ صحت حاصل ہو۔ اسی طرح اس بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہیں" (بحوالہ الحکم۔ جلد نمبر ۷۔ نمبر ۱۔ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۱)

بہت سے لکھنے والے مجھے بار بار یہ لکھتے ہیں کہ ہمیں نماز میں مزا نہیں آ رہا پھر فائدہ کیا نماز کا؟ بعض یہاں تک بھی لکھ دیتے ہیں کہ ہم نے نماز چھوڑ دی ہے۔ اب کوئی فائدہ نہیں۔ چونکہ بیچارے مریض ہیں ان کو اپنی کیفیت کا پتہ نہیں ان کو اپنی بیماری کی شناخت بھی نہیں۔ اس لئے وہ نہیں جانتے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا نے اس زمانے کے لئے مسیحا بنایا تھا۔ آپ جو حضرت مسیح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہتے ہیں تو سوچتے ہی نہیں کہ آپ خدا نے ان کو آپ کی بیماریوں کی شفا کے لئے بھیجا ہے۔ مسیحا کے نسخے دیکھیں گے تو شفا پائیں گے۔ خالی مسیحا کہنے سے تو شفا نہیں پا جائیں گے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کو ایک طبیب حاذق کی تحریریں سمجھ کر غور سے پڑھا کریں۔ پھر آپ حیران ہوں گے کہ کتنے نسخے ہیں۔ میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں نسخوں کے انبار دیکھ کر حیران رہ جاتا ہوں۔ یعنی ایک نسخہ نہیں ہے۔ وہ نسخے نہیں ہیں۔ جس طرح بعض بیماریوں پر بیاضیں لکھی جاتی ہیں اس طرح ایک ایک بیماری کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اتنے نسخے بیان فرما دیئے ہیں کہ انسان جب ان سب کو اکٹھا پڑھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ سارا بوجھ ہی میری ذات پر آ پڑا ہے۔ میں کیسے یہ سارے نسخے استعمال کر لوں گا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ مریض کی مرض کی تشخیص کے مطابق نسخے مختلف ہوتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف میرے اور آپ کے معالج نہیں تھے۔ وہ سارے زمانے کے معالج بنا کے بھیجے گئے تھے۔ وہ اس تمام زمانے کے لئے مسیح تھے۔ اور امام الزمان تھے۔ اس لئے آپ کی کتب اور آپ کی تحریروں میں آپ کو بے شمار مختلف قسم کے نسخے ملیں گے۔ آپ کا کام ہے اپنے لئے مناسب حال نسخہ چنیں۔ اور پھر آپ کو جب آپ کہیں گے مسیح موعود، بڑا مزا آئے گا کہ ہاں واقعی اس مسیحا سے میں نے بھی شفا پائی ہوئی ہے۔

تو آپ فرماتے ہیں:-

"...... اس بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہیں ......"

کیسا عمدہ کلام ہے! ایک شخص جو عارف باللہ نہ ہو کہیگا لعنت پڑے اس نماز پہ۔ چھوڑو اس نماز کو۔ ایسی نماز پڑھنے کا کیا فائدہ! لیکن آپ جانتے ہیں کہ اسی نماز میں سے پھر وہ نماز حاصل ہوگی۔ اسی کی کوکھ سے وہ نماز پیدا ہوگی جو اس دوا کے نتیجے میں خدا کے انعام کے طور پر ملتی ہے کہ مزا نہیں بھی آ رہا۔ ایک کوفت بھی ہو رہی ہے۔ بظاہر مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ لیکن ایک وفاشعار بندہ پھر بھی اس نماز کو چھوڑنے پر تیار نہیں۔

مصرع: وہ خوش قسمت ہیں اس مجلس میں جو گر پڑ کے جا پہنچے

ان لوگوں کی پھر وہی کیفیت ہو جاتی ہے۔ شروع میں گرتے پڑتے پہنچا۔ مصیبت میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں۔ اٹھا جاتا نہیں۔ نیند کا غلبہ ہے۔ پھر زور لگا کے اٹھتے ہیں۔ اس وقت بظاہر ان کی نماز نماز نہیں ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس حالت کو جانتا ہے اگر وہ وفا اور سچے جذبے کے ساتھ اس حالت پر قائم رہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اسی سے پھر خدا تعالیٰ سچی نماز پیدا کر دے گا۔

"...... اس بے ذوقی کی حالت میں یہ فرض کر کے کہ اس سے

لذت اور ذوق پیدا ہو تو یہ دُعا کرے کہ اے اللہ! تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں۔۔۔۔۔؟

کیسا عجیب کلام ہے! تو مجھے دیکھتا ہے! میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں! میں تجھے نہیں دیکھ رہا۔ لیکن یہ شعور ضرور رکھتا ہوں کہ تو مجھے دیکھتا ہے۔

"...... اور میں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز آئے گی۔ تو میں تیری طرف آجاؤں گا۔ اُس وقت کوئی مجھے روک نہ سکے گا۔ لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے۔ تو ایسا شعلۂ نور اس پر نازل کر کہ تیرا اُنس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے۔ تو ایسا فضل کر کہ میں نابینا نہ اُٹھوں۔ اور اندھوں میں نہ جا ملوں۔ جب اس قسم کی دُعا مانگے گا اور اس پر دوام کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اُس پر آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اُس پر گرے گی جو رقت پیدا کر دیگی......"

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۱)

تو اسی نماز سے وہ نمازیں پیدا ہوں گی اور لازماً پیدا ہوں گی۔ اگر آپ شعور اور وفا کے ساتھ اس پر قائم رہیں اور خدا سے التجا کرتے رہیں۔ اور اگر آپ غفلت کی حالت میں باہر نکلتے ہوئے دل کی طرف دیکھتے رہیں گے کہ کب نماز سے فارغ ہوں اور میں وہاں مزے کی جگہ پہ پہنچوں تو پھر یہ نمازیں دس ہزار برس بھی پڑھیں گے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یہ نسخہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم بیماروں کے لئے لکھا ہے۔ اس لئے ہمیں اس سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"نماز خدا کا حق ہے۔ اُسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔"

وفا اور صدق کا خیال رکھو

اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو!

(بدر جلد نمبر ۳ نمبر ۱۰-۸ مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۶)

بعض لوگ خود نمازی ہوں اور اُن کی بیویاں نمازی نہ ہوں یا بچے نمازی نہ ہوں۔ اُن کے لئے بڑے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ گھر میں نماز پڑھتے ہیں اور بچے اُن کو ناآشنا نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اجنبی نظروں سے دیکھتے ہیں کہ پتہ نہیں یہ جاہل کہاں سے ہمارے گھر میں آگیا۔ اور بعض دفعہ ایسے لوگ اس فقرے کو خواہ خاموش ہو یا زبان سے کیا گیا ہو۔ زیادہ دیر برداشت نہیں کرتے۔ پھر وہ سستی اور کمزوری دکھاتے ہیں۔ اس قسم کی باتیں مجھے بعض عورتیں بھی لکھتی ہیں کہ ہم نمازیں پڑھتی ہیں مگر ہمارا خاوند مذاق اُڑاتا ہے۔ وہ لاپرواہ ہے۔ اُس کو دُنیا کے سوا کوئی ہوش نہیں ہے۔ اُس کی وجہ سے ہماری نمازوں پر بڑے اثر پڑ رہے ہیں۔ کیوں پڑتے ہیں؟ اس لئے کہ وہ اُس تنقید کو کچھ وقعت دیتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ کچھ نہ کچھ اس تنقید کرنے والے کا بھی لحاظ کروں۔ اس کی خاطر اپنی نمازوں میں کچھ کمی کر دوں۔ کچھ اس قسم کے خیالات اُٹھتے ہوں گے جس کی وجہ سے پھر نمازیں کمزور پڑ جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خیال کیسے آیا؟ کہ اس قسم کے بھی گھر ہیں وہ جو نماز پڑھنے سے ہو سکتا ہے غارت ہو جائیں۔ گھروں کا امن اُڑ جائے۔ فساد شروع ہو جائیں۔ جب تک خدا کی طرف سے یہ عرفان نصیب نہ ہوا ہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ خیال نہیں آ سکتا تھا۔ مگر چونکہ خدا نے آپ کو معالج مقرر فرمایا تھا اس لئے خود ہی ہر قسم کے مریضوں کے علاج کے نسخے بھی عطا فرما رہا تھا۔ آپ فرماتے ہیں!

"..... وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو۔ مگر نماز کو ترک مت کرو......" دُنیا کا کوئی مولوی اس قسم کی بات سوچ بھی نہیں سکتا..... اگر نماز سے سارا گھر غارت ہوتا ہو تو وہ تو کہے گا کہ یہ نعوذ باللہ کلمۂ کفر ہے کہ نماز سے گھر غارت ہوتا ہو..... لیکن اس کو چونکہ خبر نہیں ہے وہ عرفان باللہ نہیں رکھتا اس لئے وہ ان باریک اسرار سے واقف نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"...... ایک اور بھی بیمار رکھا ہے......"

بعض لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی وہ سمجھتے ہیں کہ اس نماز کے نتیجے میں ہمیں کچھ ملنا چاہیئے۔ اگر وہ نہیں ملتا تو پھر وہ نماز سے بددل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے بھی لوگ ہیں جن کو نماز پڑھنے کے دوران مثلاً جب وہ نئی نئی نمازیں شروع کرتے ہیں اگر کوئی ابتلاء آ جائے تو سمجھتے ہیں کہ یہ نماز کی نحوست ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں:-

"..... وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے حالانکہ......"

نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں

جو اُسے منحوس کہتے ہیں اُن کے اندر خود زہر ہے۔ جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے۔ ویسے ہی اُن کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے۔ اخلاق کو درست کرتی ہے۔ دُنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دُنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔ لذاتِ جسمانی کے لئے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں۔ اور پھر اُن کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں...."

کیسا عظیم اور کیسا عارفانہ کلام ہے! دین پر بھی نظر ہے اور دُنیا پر بھی نظر ہے اور ان دونوں کے رابطوں پر بھی گہری نظر ہے۔ فرماتے ہیں کہ تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ دُنیا کی لذتوں پر ہزاروں روپے خرچ کرتے ہو۔ جس قدر توفیق ہے خرچ کرتے چلے جاتے ہو۔ اور خوب جانتے ہو کہ ان لذتوں کی پیروی کے بعد پھر مصیبتیں ہیں۔ پھر بیماریاں ہیں۔ پھر اُن سے کئی قسم کے بدنتائج پیدا ہوتے ہیں۔ فرمایا:-

"یہ مفت کا بہشت ہے...... یعنی نماز جو اُسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے۔ ایک اُن میں سے دُنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔" (البدر جلد ۳ نمبر ۱۰-۸ مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۶)

اب یہ غور طلب بات ہے کہ اگر اس دُنیا میں جنت نصیب نہ ہوئی ہو تو پھر اُس دُنیا میں جنت نہیں ملے گی۔ بخشش اور چیز ہے۔ لیکن لذتوں سے جو محرومی ہے وہ پھر بھی اپنی جگہ قائم رہ جاتی ہے۔ اور یہ ایک ایسی بیماری ہے جس کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

ابھی چند دن کی بات ہے۔ ہمارے گھر ایک دوست مہمان تھے اُنہوں نے کہا کہ مجھے تو آم (کھا رہے تھے) بالکل کوئی مزا نہیں آتا۔ میں تو برداشت ہی نہیں کر سکتا۔ یعنی آم بدبودار چیز لگتی ہے۔ اور اسی طرح بعض اور پھلوں کے نام لئے کہ مجھے یہ بھی بُرا لگتا ہے اور یہ بھی بُرا لگتا ہے۔ کسی اور نے کہا کہ اگر خدا لذتوں سے محروم رکھے تو پھر انسان کیا کر سکتا ہے! جب خدا اپنی نعمتوں سے کسی کو محروم رکھے تو (انسان) کیا کر سکتا ہے۔ یہ جو دُنیاوی نعمتیں ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ان میں جب نعمت کی لذت نہ پیدا ہو تو بے اختیاری کی کیفیت ہوتی ہے۔ ناراضگی نہ بھی ہو تب بھی محرومی ہی ہے! تو وہ لوگ جن کو اس دُنیا میں ذکر الٰہی کی لذت نصیب نہیں ہے یہ اُن کا وہم ہے کہ اُس دُنیا میں ذکر الٰہی کی لذت یعنی جنت مل جائے گی۔ وہ جنتیں کہ جو خدا تعالیٰ نے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ اگلی جنت اس جنت سے مختلف نہیں ہے۔ اسی قسم کی ہے۔ بجائے اس کے کہ اس دُنیا میں ذکر الٰہی سے تنافر پیدا ہو گھبراہٹ ہو۔ وہ دور ہٹنے کی کوشش کرے۔ وہ سمجھے کہ ذکر الٰہی ختم ہو تو کوئی اور ذکر چلے تو اُس شخص کو اگر اگلی دُنیا میں ذکر کے سوا کچھ اور ملے ہی نہ تو اُس پہ جا پڑے نے بور۔ (Bore) ہوا ہوتا ہے۔ اُسے جنت کہاں سے مل جائے گی۔ وہی اُس کے لئے جہنم بن جائے گی۔ اس لئے یہ ایسے مضامین نہیں ہیں جن

پھر آپ منظر کی نظر ڈال کر آگے گذر جائیں۔

یہ ٹھوس حقیقتیں ہیں

جن کا اس دنیا سے بھی تعلق ہے، اُس دنیا سے بھی تعلق ہے۔ اگر آپ ان پر غور نہیں کریں گے اور آنکھیں بند کرکے زندگی بسر کردیں گے تو ہوسکتا ہے کہ آپ کو محسوس بھی نہ ہو کہ آپ نے کیا کھو دیا ہے۔ اور پھر اتنا وقت گذر چکا ہو کہ اس کے بعد پھر وقت تھوڑا رہ جائے۔ پھر نماز کی لذت حاصل کرنے کے لئے جو زمانہ درکار ہے وہ زمانہ میسر نہ رہے۔ اس لئے ان باتوں کی فکر کریں۔ جن نمازوں کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ نمازیں ہیں۔ کیونکہ ہمیں ان کی بڑی ضرورت ہے۔ ہماری زندگی اور موت کا سوال ہے۔ جماعت احمدیہ کی بقا کا سوال ہے۔ ہماری اگلی نسلوں کی بقا کا سوال ہے۔ ہم صدی کے اس جوڑ پر جا پہنچے ہیں جہاں ایک صدی کی صفات دوسری صدی میں منتقل ہونے والی ہیں۔ اگر آج ہم بے نماز رہے تو پھر نمازیں اس جوڑ سے آگے نہیں گذر سکتیں۔ پھر ایک بے نماز نسل آگے آنے والی ہے۔ جوڑوں کو تو دوہرے رنگ میں مضبوط کیا جاتا ہے۔ اس لئے نمازوں کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کریں تاکہ

اس صدی کا اُس صدی کے ساتھ جوڑ ہو

اس جوڑ کو باندھنے والی چیز نماز بن جائے۔ ہر جوڑ کی مضبوطی کے لئے کوئی مصالحہ استعمال کیا جاتا ہے کسی خاص میٹل (METAL) (دھات) کو وہاں زائد پیوست کر دیا جاتا ہے۔

تو نماز کے ذریعے اپنی اس صدی کا تعلق دوسری صدی کے ساتھ قائم کریں۔ اور اگر ہم اس طرف متوجہ ہو جائیں تو اگرچہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنا وقت باقی رہ گیا ہے۔ اس میں بے نماز بچوں کو نمازی بنانا، بے نماز خاوندوں کو نمازی بنانا، بے نماز بیویوں کو نمازی بنانا، بے نماز بھائیوں اور بہنوں کو، بیٹوں اور بیٹیوں کو نمازی بنانا ..... بہت بڑا کام پڑا ہوا ہے اور پھر نمازی بنا کے بھی اس طرف متوجہ کرنا کہ یہ ابھی تمہیں صرف خول ملا ہے۔ اس میں ابھی بہت کچھ بھرنا ہے۔ کہیں رنگ دینے ہیں، کہیں خوشبوئیں عطا کرنی ہیں۔ کہیں اس میں لذتیں بھرنی ہیں۔ کتنی بڑی محنت کا کام ہے۔

تو بہت تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے۔ لیکن اگر درد دل پیدا کریں۔ اگر خدا کی محبت میں محو ہو کر اُس کے پیار کی خاطر یہ کام شروع کریں۔ رسمی طور پر نہیں بلکہ ذکر الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ اور پھر اُسی سے مدد مانگیں اور اُس طرح دعائیں کریں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھائی ہیں۔ اپنی بے بسی، اپنی بیچارگی کا اظہار کریں۔ اپنے اندھے پن کا اظہار کریں اور کہیں کہ میں تو اس دنیا میں بھٹک گیا سوائے تیری راہنمائی اور تیری ہدایت کے کوئی چارہ نہیں رہا۔ اپنی راہنمائی کا عصا ہمارے ہاتھ میں تھما دے تاکہ جب تک نظر نہیں آتا اُسے ٹیک ٹیک کر اُس سے رستے ٹٹول ٹٹول کر ہم چلنا تو شروع کریں۔ خدا سے بصیرت اور نور مانگیں۔ تو خدا کے فضل کے ساتھ یہ کام آسان ہو جائیں گے۔ دعا میں بہت بڑی طاقت ہے۔ میں نے بارہا یہ تجربہ کیا ہے۔

میں نے اپنی ذات میں بے انتہا یہ مشاہدہ کیا ہے

کہ توجہ کے باوجود انسان بسا اوقات دعا سے غافل ہو کے نقصان اٹھا جاتا ہے۔ اور جب اچانک دعا کا خیال آتا ہے تو پھر کام آسان ہو جاتا ہے۔ بعض اتنے کام اکٹھے ہو جاتے ہیں کہ آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہ کام ایک دن میں ہو سکتے ہیں۔ اور آدمی اُلجھا رہتا ہے کہ میں اس کام کو کیسے سمیٹوں۔ دعا کی طرف اچانک توجہ پیدا ہو جاتی ہے کہ اے خدا تو وقت کا مالک ہے تو آسان کر دے۔ تھوڑے وقت میں زیادہ کام بھر دے۔ اور یوں لگتا ہے کہ تھوڑی سی جگہ میں کام اس طرح سمٹ گئے ہیں کہ بھرنے کے باوجود جگہ باقی رہ گئی ہے۔

تو خدا میں بے شمار قدرتیں ہیں۔ دعا کے ذریعے اُن قدرتوں سے خدا کا بے قدرت بندہ بھی استفادہ کرسکتا ہے۔ اپنے آپ کو بے قدرت مانیں اور تسلیم کریں۔ اور دعا کے ذریعے خدا کی قدرتوں سے تعلق جوڑنے کی کوشش کریں۔ پھر دیکھیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں، آپ کے منصوبوں میں، آپ کے اعمال میں برکت بھر دیتا ہے۔

تو یہ ذکر الٰہی اور نماز کا کام بھی دعا کے بغیر ہونا ممکن نہیں ہے۔ اسی لئے ہر ماں باپ کا فرض ہے۔

ہر وہ باشعور انسان جس تک میری آواز پہنچتی ہے

وہ اپنے اوپر یہ فرض کرلے کہ نماز کے معاملے میں اس نے ضرور خدا سے دعا مانگنی ہے اور خدا کی مدد حاصل کرتے ہوئے اپنے گرد و پیش نماز کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اصل بات یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور ایک سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے محفوظ کر دے۔ انسان درد اور فرقت میں پڑا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرب اُسے حاصل ہو جس سے وہ اطمینان اور سکینت اُسے ملے۔ جو نجات کا نتیجہ ہے۔ مگر یہ بات اپنی کسی چالاکی یا خوبی سے نہیں مل سکتی جب تک خدا نہ بلا دے یہ جا نہیں سکتا۔ جب تک وہ پاک نہ کرے یہ پاک نہیں ہو سکتا۔ بہتیرے لوگ اس پر گواہ ہیں کہ بارہا یہ جوش طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے کہ

فلاں گناہ دور ہو جاوے

جس میں وہ مبتلا ہیں۔ لیکن ہزار کوشش کریں، دور نہیں ہوتا۔ باوجودیکہ نفس لوامہ ملامت کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی لغزش ہو جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے پاک کرنا خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے اپنی طاقت سے کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اُس کے لئے سعی کرنا ضروری امر ہے ...."

یعنی ہاتھ توڑ کے نہ بیٹھ رہے۔ کوشش اور جدوجہد کرتا رہے۔

"....... غرض وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کی معرفت اور قرب سے دور جا پڑا ہے۔ اُس کو پاک کرنے اور دور سے قریب کرنے کے لئے نماز ہے۔ اسی ذریعے سے ان بدیوں کو دور کیا جاتا ہے۔ اور اس کی بجائے پاک جذبات بھر دیئے جاتے ہیں۔ یہی سِر ہے جو کہا گیا ہے کہ

نماز بدیوں کو دور کرتی ہے۔

یا نماز فحشا اور منکر سے روکتی ہے۔ پھر نماز کیا ہے؟ یہ ایک دعا ہے جس میں پورا درد اور سوزش ہو۔ اسی لئے اس کا نام صلوٰۃ ہے کیونکہ سوزش اور فرقت اور درد سے طلب کیا جاتا ہے ......"

یعنی خدا سے جو کچھ بھی طلب کیا جاتا ہے وہ سوزش اور جلن کے ساتھ طلب کیا جاتا ہے۔

"........ کہ اللہ تعالیٰ بد ارادوں اور بُرے جذبات کو اندر سے دور کرے اور پاک محبت اُس کی جگہ اپنے فیض عام کے ماتحت پیدا کردے۔"

(بدر۔ جلد ۶۔ نمبر ۱۔ ۱۰ رجنوری ۱۹۰۷ء ص ۱۳)

پھر فرماتے ہیں:-

"...... دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے

اور وہ ایک پانی جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے اُس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے۔ اور اسی کے ظل کی ظل وہ نماز ہے ...."

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن۔ جلد نمبر ۲۰۔ ص ۲۲۳)

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ دُعا میں انسانی روح کا قیام، اُس کا رکوع، اُس کا سجدہ کا ظاہر نماز ہے۔ اُس کا ظِل ہے۔ یعنی اُس کا عکس جو ظاہر میں پیدا ہوتا ہے، وہ نماز ہے۔ اس میں سوچنے والی بات یہ ہے کہ بسا اوقات روشنی باہر سے آتی ہے اور اندر سایہ کرتی ہے۔ لیکن وہ روشنی جو دل سے پیدا ہوتی ہے اُس کا سایہ باہر گرتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نقشہ پیش فرمایا ہے کہ اندر روح ہے جو قیام کر رہی ہے۔ اور دُعا کے لئے کھڑی ہو جاتی ہے۔ اُس کا ظِل نماز کا قیام ہے۔ پس اگر وہ اندر کی روح موجود نہ ہو تو وہ قیام بے معنی ہو جاتا ہے۔ اگر وہ حقیقتاً کسی اندرونی روشنی کا سایہ ہے پھر تو وہ ایک حقیقت ہے۔ لیکن اگر اندرونی روشنی کوئی موجود نہیں تو ظاہری نماز بھی نظر سے غائب ہو جائے گی یعنی خدا کی نظر میں اُس کی کوئی قیمت نہیں رہے گی۔ ایک فرضی وجود بن جائے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خدا کے حضور میں روح کھڑی ہے وہ رکوع بھی کرتی ہے۔ سجدہ بھی کرتی ہے۔ اور اس کی ظِل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے "اور روح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کے لئے ہر ایک مصیبت کی برداشت اور حکم ماننے کے بارے میں مستعدی ظاہر کرتی ہے......"

اب اس بات پر غور کریں کہ اگر نماز کے قیام کو زندہ کرنا ہے تو اُس کے لئے کون سی کوشش کرنی پڑے گی۔ اُس کے لئے نماز سے باہر کی حالت کو نماز کے مطابق بنائے رکھنے کی کوشش کرنا ہو گی۔ اور یہاں تک قیام کا تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام یہ ہے کہ باہر کے وقت نماز کے علاوہ بھی ہر مصیبت کی برداشت اور خدا کا حکم ماننے سے متعلق اپنے آپ کو تیار کر کے رکھا کرو۔ ہر وقت دل میں یہ فیصلہ کرو کہ خدا کی طرف سے جو بھی ابتلاء آئے، جو بھی مشکل پڑے، میں رضا کے ساتھ اُس پر قائم رہوں گا۔ اس کا نام روح کا قیام ہے اور اُس کا رکوع یعنی جُھکنا یہ ہے کہ

"وہ تمام محبتوں اور تعلقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جُھک آتی ہے......"

اور یہ جُھکنا روزمرہ کی زندگی میں پہلے ظاہر ہوتی ہے۔ پھر نماز میں آتا ہے۔ یہ ہے وہ مضمون جس کو غور سے سمجھنا ضروری ہے۔ اگر باہر کی دُنیا میں آپ کے تعلقات خدا کے سوا ہر غیر سے رہیں تو نماز میں داخل ہونے کے بعد پھر یہ کیفیت بدل نہیں سکتی۔ پھر ویسی ہی آپ کی نماز بنے گی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تمہاری وہ نماز بے رکوع رہے گی۔ اُس میں کبھی رکوع نہیں آئے گا خواہ جتنی دفعہ مرضی ہے تم جُھکو جس میں دُنیا کی محبتوں اور تعلقوں سے تم جُدا نہیں ہو سکے۔ پھر وہ خدا کے حضور جُھکنا کہاں ہے؟ وہ ایک ظاہری طور پر کمر کا خم تو کہلا سکتا ہے مگر جس کو خدا رکوع قرار دیتا ہے وہ رکوع نہیں بنتا۔

"...... اور اُس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گر کر اپنے تئیں بکلّی کھو دیتی ہے......"

یعنی کامل انکسار خدا کے حضور۔ اور کامل خشوع و خضوع اور اپنے نفس کو خدا کے حضور میں بالکل مٹا دینا۔ اس کا نام سجدہ ہے۔ پس جس حد تک آپ اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپنے نفوس کو مٹاتے ہیں اور اپنے اندر عاجزی اور انکسار پیدا کرتے ہیں اور خدا کے سامنے اپنے آپ کو "لا شیٔ محض" دیکھتے ہیں۔ اُس حد تک آپ کا نماز کا سجدہ بنے گا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ سایہ ہے اُس اندرونی حالت کا۔ اگر اندرونی حالت پیدا ہی نہیں ہوئی تو سایہ کیسے بن جائے گا۔

جس طرح معمار ایک ایک اینٹ رکھ کر عمارت بناتا ہے۔ اور دوسرے کو سکھاتا ہے کہ اس طرح عمارت بنائی جاتی ہے۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں نماز کی عمارت بنانے کے گر سکھا گئے ہیں۔

پس میں جماعت سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ ضرور نماز کی طرف ایک باشعور حالت کے ساتھ متوجہ ہو گی۔ صرف ظاہر کو قائم نہیں کرے گی بلکہ اس کی روح کے ذریعے اس کے قیام، اور رکوع اور سجود کو قائم کرنے کی کوشش کرے گی۔ اور اپنے گھروں میں یہ تذکرے کئے جائیں گے۔ اپنی بیوی بچوں اور عزیزوں سے ان باتوں پہ گفتگو کی جائے گی۔ اُنہیں پیار سے سمجھایا جائے گا۔ اور اپنی نماز کی خصوصیت سے نگرانی کی جائے گی۔ اب جب تک نگرانی شروع نہیں کرتے اُس وقت تک آپ کو پتہ ہی نہیں لگتا کہ یہ کیا باتیں ہیں۔ جب اپنے ذاتی تجربوں سے گذریں گے، اپنی نماز کی خالی حالت کو دیکھیں گے۔ طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہو گی۔ خوف پیدا ہو گا اور شعور بیدار ہو چکا۔ ایک نیا شعور وجود میں آئے گا۔ تب آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ کیا باتیں تھیں جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں آپ کے سامنے رکھی ہیں۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا آخر پہ میں یہ یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ

اس عظیم الشان تاریخی مباہلے کا تعلق

جس کا چیلنج تمام احمدیوں کی نمائندگی میں میں نے تمام دُنیا کے مکذبین اور مکفرین کو دیا ہے، نماز سے بھی ہے اور اس کا بہت گہرا تعلق نماز سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین فروری ۱۹۰۶ء کو ایک ایسی رات الہام ہوا جب کہ بادل نہایت زور سے گرج رہے تھے اور خدا تعالیٰ کی ایک رنگ میں بیرونی طور پر گہری تجلی کا نظارہ تھا۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا۔

"اُٹھو۔ نماز یں پڑھیں۔ اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔"

(بدر۔ جلد ۲۔ نمبر ۶۔ ۹ر فروری ۱۹۰۶ء)

پس اگر آپ دُنیا کو بیدار کرنے کے لئے اور احمدیت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے ایسا عظیم الشان نشان چاہتے ہیں کہ دُنیا قیامت کا نمونہ دیکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو جائے اور سارے اندھیرے جو تکذیب کے پھیلے جا رہے ہیں، وہ سارے چھٹ جائیں۔ جس طرح سورج چڑھتا ہے تو رات کے لئے بھاگنے کے سوا مقدر کوئی نہیں رہتا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں جتنا ظلم پھیلایا جا رہا ہے جتنی تاریکیاں پھیلائی جا رہی ہیں۔ خدا سے ایسا نشان مانگیں جو سورج کی طرح چڑھے اور ان تاریکیوں کا تار پود بکھیر کر رکھ دے۔ تو وہ کیسے حاصل ہو گا؟ الہاماً خدا تعالیٰ نے خود بیان فرما دیا۔ یہ کہ یہ وہ طریق ہے۔ "اُٹھو! نمازیں پڑھیں۔ اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔"

پس میں اُمید رکھتا ہوں کہ جیسے کبھی اس صدی کے اختتام پر سب سے زیادہ قابلِ توجہ امر نماز ہی تھی اور اسی کی طرف میں نے متوجہ کرنا تھا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عجیب تصرف ہوا ہے کہ ساتھ ہی چونکہ مباہلے کا چیلنج دیدیا گیا ہے اور ان دونوں کے تعلق کو خود خدا نے رویا کے ذریعے بھی مجھے بتا دیا کہ اگر مباہلے کو عظیم الشان طریق پر کامیاب کرنا چاہتے ہو تو جماعت کو نماز زندہ کی طرف متوجہ کرو۔ اور پھر اس الہام کی طرف بھی توجہ پھیر دی کہ اس کا بھی اسی سے تعلق ہے۔ اسی لئے میں خصوصیت کے ساتھ جماعت کو پھر تاکید کرتا ہوں کہ اس سال کو اشد سنت عبادت الٰہی کا سال بنا دیں جو ذکر الٰہی سے معمور ہو اور جس میں ہم خدا کی یاد کی لذتیں پائیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ (آمین) ٭

ولادت

مورخہ ۲۰/۶/۸۸ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مکرم برادرم الیاس احمد صاحب جلیل حیدرآباد کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بچے کا نام "انیس احمد مختار" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم محمد اسمٰعیل صاحب آرٹسٹ دیودرگی کا پوتا اور مکرم لئیق الدین احمد صاحب حیدرآباد کا نواسہ ہے۔ نومولود کے نیک، خادم دین ہونے اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کیلئے قارئین سے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار۔ بشارت احمد حیدر قادیان

منقولات

(۱) "مباہلہ کا چیلنج ہماری طرف سے آخری چیلنج ہے" مرزا طاہر احمد

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی حمایت میں عظیم الشان کام دکھلانے والا ہے۔

ربوہ (نامہ نگار) جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی حمایت میں عظیم الشان کام دکھانے والا ہے۔ یہ خدا کی غضب کی تجلی دکھانے کے خاص دن ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مباہلہ کا چیلنج ہماری طرف سے آخری چیلنج ہے جس کے بعد حجت کی ساری راہیں بند ہو جاتی ہیں۔ اس لئے چاہئیے کہ فریق ثانی اس چیلنج کی پوری طرح تشہیر کرے۔ اور اپنے دستخطوں سے اخبارات، ٹی وی اور ریڈیو پر نشر کرے۔ انہوں نے کہا کہ یہ چیلنج تمام مخالفین کو خاص طور پر بڑے بڑے مخالفین کو بھجوایا جا رہا ہے۔ انہوں نے پاکستانی عوام کو نصیحت کی کہ وہ اس مباہلہ میں جماعت احمدیہ کے مخالفین کی ہم خیال نہ بنیں ورنہ خدا تعالیٰ کا عذاب ان پر بھی نازل ہوگا۔ اور وہ اس سے ہرگز نہ بچ سکیں گے۔ لندن میں خطبہ دیتے ہوئے انہوں نے مباہلہ کے بارے میں لکھی جانے والی ایک تحریر پڑھ کر سنائی اور واضح کیا کہ اس کے مخاطب ساری دنیا کے مخالفین ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کئی سالوں سے جماعت احمدیہ اور بانی جماعت احمدیہ کی مخالفت میں یہ مخالفین شرافت کی تمام حدیں پھلانگ چکے ہیں۔ اور باوجود سمجھانے کے یہ قوم اور اس کے سربراہ باز نہیں آئے۔ اور انہوں نے مظالم کی انتہاء کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پہلے بھی سمجھایا تھا کہ ملک کی سلامتی اور اس کی بقاء کی فکر کریں۔ میں نے اس قوم کو مُلّائیت کے خطرہ سے بھی خبردار کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ صرف جماعت احمدیہ کے خلاف نہیں بلکہ پاکستان کے خلاف اور سارے مسلمان حکومتوں کے خلاف بین الاقوامی سازشوں کا ایک حصہ ہے۔ یہ سازش مختلف شکلیں اختیار کر کے کبھی ایران عراق، کبھی انڈونیشیا اور کبھی ملائیشیا میں ظاہر ہو رہی ہے اور پاکستان میں بھی یہ سازش اپنے پورے عروج پر ہے اور جماعت کے مخالفین اپنی بے باکی اور افترا میں اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے موقف کی تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے مخالفین کے خود بیان کردہ تکذیب میں لکھے جانے والے دعووں کی وضاحت کی اور اس کے بعد فریقین مباہلہ کی جانب سے خدائے ذوالجلال کو پکارتے ہوئے اس فیصلہ کی دعا کی۔ کہ ہر دو فریق میں سے جو اپنے دعووں میں سچا ہے، اے خدا تو اس پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل کر اور دکھوں اور تکلیفوں سے نجات دے اور سچائی کو روشن کرنے کے لئے اپنے واضح نشانوں سے اپنی قدرت کے نمونے دکھا اور اس فریق سے تعلق رکھنے والے ہر فرد کو پاکبازی عطا کر اور اپنی حمایت اور پشت پناہی کا اظہار کر اور ثابت کر کہ یہ جماعت تیری طرف سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ بھی دعا کی ہے کہ جو فریق جھوٹا ہے اس پر اپنا غضب نازل کر اور اسے ذلت کے ساتھ اپنی قہری تجلی کا نشانہ بنا اور سخت عذاب اور مصیبت میں ڈال تاکہ دنیا کی نظر خدا تعالیٰ کا ہاتھ دیکھ لے ... اور ایسے نشان ظاہر کر جو انسانی اختیار سے باہر ہوں تاکہ حق و باطل میں پورا پورا فرق ظاہر ہو اور ظالم اور مظلوم کی راہیں علیحدہ علیحدہ کر تاکہ تقویٰ کی آنکھ دیکھ لے کہ سچائی کس کے ساتھ ہے۔"

(روزنامہ حیدر راولپنڈی ۲۲؍جون ۱۹۸۸ء)

(۲) "مرزا طاہر احمد کی دعوتِ مباہلہ"

ربوہ (نامہ نگار) لندن سے موصولہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے صدر ضیاء الحق سمیت جماعت کے تمام مخالفین کو چیلنج کیا ہے کہ وہ ان سے لندن میں مباہلہ کر لیں۔"

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۰؍جون ۱۹۸۸ء)

(۳) "اسلم قریشی کی برآمدگی جماعت احمدیہ کی سچائی کا حیرت انگیز نشان ہے"

سالانہ جلسہ سے جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کا خطاب

ربوہ۔ (نمائندہ حیدر) لندن کے مرکز اسلام آباد میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے کہا ہے کہ اسلم قریشی کی بازیابی جماعت احمدیہ کی سچائی کا ایک حیرت انگیز نشان ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے کئی نشان اور ظاہر ہوں گے۔ جو جماعت احمدیہ کے دشمنوں کو ہلا کر رکھ دیں گے۔ ۸۰ ممالک سے آئے ہوئے ۵ ہزار سے زائد افراد سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلم قریشی کی برآمدگی میرے مباہلہ کے چیلنج کا پہلا پھل ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولوی منظور احمد چنیوٹی نے اعلان کیا تھا کہ اگر مرزا طاہر اسلم قریشی کا قاتل ثابت نہ ہوا تو اسے سربازار گولی مار دی جائے۔ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ اگر مولوی منظور احمد چنیوٹی عالم دین ہیں اور ان کا سچائی سے تھوڑا سا بھی تعلق ہے تو وہ سربازار گولی کھانے کے لئے اپنے آپ کو حکومت کے سپرد کر دیں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ خدائی تقدیر کی گولی اُن کو لگ چکی ہے اور وہ اب کبھی زندہ نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے اپنی جماعت کے احباب پر زور دیا کہ وہ دعائیں کریں کہ ہمارا جلسہ سالانہ آئندہ ہمارے مرکز "ربوہ" میں منعقد ہو۔ اور وہ اس میں شامل ہو سکیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ آج دنیا کے ۱۱۷ ممالک میں احمدی موجود ہیں۔ جلسہ گاہ کے پنڈال کے باہر ۱۱۷ ممالک کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔

(روزنامہ حیدر راولپنڈی ۲۲؍جولائی ۱۹۸۸ء)

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمود احمد صاحب خادم انسپکٹر بیت المال آمد

(برائے صوبہ بہار۔ یوپی۔ راجستھان)

مؤرخہ ۱۰/۸/۸۸ سے انسپکٹر صاحب موصوف درج ذیل پروگرام کے مطابق بغرض پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ لہٰذا جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین و معلمین حضرات سے کما حقہٗ تعاون کی درخواست ہے۔ متعلقہ جماعتوں کے سیکریٹریان مال کو بذریعہ خطوط اطلاع دی جا رہی ہے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۱۰/۸/۸۸	اودے پور	۱۴/۹/۸۸	۱	۱۵/۹/۸۸
رانچی	۱۲/۸/۸۸	۱	۱۳	کامٹھہ	۱۵	۱	۱۶
سملیہ۔ بسری	۱۳	۲	۱۵	جھانسی	۱۶	۱	۱۷
بھاگلپور	۱۶	۲	۱۸	راٹھ مسکرا	۱۷	۱	۱۸
برہ پورہ	۱۸	۲	۲۰	مودھا	۱۸	۱	۱۹
خانپور ملکی۔ ملہپر	۲۰	۳	۲۳	کانپور	۱۹	۳	۲۲
بلاری	۲۳	۱	۲۴	بہوا۔ دھن سن پور	۲۲	۲	۲۴
مونگھیر	۲۴	۱	۲۵	سمور	۲۴	۱	۲۵
پاکوڑ	۲۵	۱	۲۶	لکھنؤ	۲۵	۲	۲۷
مظفر پور	۲۶	۱	۲۷	فیض آباد	۲۷	۱	۲۸
موتی ہاری	۲۷	۱	۲۸	گونڈہ	۲۸	۱	۲۹
کھرت پور سیوان	۲۸	۱	۲۹	شاہجہانپور، کٹھیا	۲۹	۴	۴/۱۰/۸۸
پٹنہ	۲۹	۱	۳۰	بریلی	۴	۱	۵
گیا۔ کرداں	۳۰	۲	۱/۹/۸۸	امروہہ	۵	۲	۷
اروڑ	۱/۹/۸۸	۱	۲	رودرپڑ دہلی	۷	۳	۱۰
بنارس	۳	۱	۴	میرٹھ	۱۰	۱	۱۱
کانپور	۴	۱	۵	انبیٹھہ	۱۱	۱	۱۲
بھوگاؤں مین پوری	۵	۱	۶	بجوپورہ	۱۲	۱	۱۳
نرنگلہ گھنو	۶	۱	۷	کرنال	۱۳	۱	۱۴
ساندھن	۷	۲	۹	بہتصلانہ	۱۴	۱	۱۵
صالح نگر	۹	۱	۱۰	تلاکور	۱۵	۱	۱۶
جے پور	۱۰	۱	۱۱				
کشن گڑھ	۱۱	۱	۱۲	قادیان	۱۶/۱۰/۸۸	-	-
بیاور	۱۲	۲	۱۴				

قسط سوئم

(تسلسل کیلئے ملاحظہ ہو اشاعت ۸۸/۷/۲۸)

موجودہ دَورِ مظلومیّت میں جماعتِ احمدیّہ کا مثالی کردار

تقریر مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء

معزز سامعین! سب سے بڑا ظلم موجودہ دَور کا یہ ہے کہ تبلیغ اور اظہارِ حق پر پابندی لگادی گئی ہے۔ لیکن آیئے! دیکھیں جماعت احمدیہ اِس ظلم کے خلاف کیا ردِّ عمل دکھا رہی ہے۔ حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے تو صاف فرمادیا ہے:۔

"خدا کی قسم! ہمارے بدنوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ انہیں کوّوں اور چیلوں کو کھلا دیا جائے۔ ہمیں جلاکر خاکستر کردیا جائے اور ہماری راکھ کو سمندروں کے پانیوں میں بہادیا جائے۔ تب بھی ہمارے ذرّے ذرّے سے اللہ اور اس کے رسول ؐ کی محبت کی آوازیں بلند ہوں گی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنے ربّ کی طرف بلانا چھوڑ دیں۔ یہ تو ممکن ہی نہیں۔ یہ تو ہمارے بس کی بات نہیں۔ یہ ہماری سرشت کے خلاف ہے۔ اللہ کی خاطر اللہ کی طرف بُلانے والے لوگ دُنیا کی دھمکیوں سے نہ کبھی پہلے ڈرے ہیں۔ نہ کبھی آئندہ ڈریں گے۔"

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۸۳ء)

جو احمدی مسجدوں یا گھر کی دیواروں پر کلمہ طیبہ لکھنے یا کلمہ طیبہ کے بیج لگانے کے جرم میں قید خانوں میں ڈالے گئے انہوں نے جیل کی دیواروں پر کلمہ طیبہ لکھنا شروع کردیا اور جیل میں ہی تبلیغ شروع کردی۔ ظالموں کے ظلم اور ان کی سفاکیاں کلیتاً ناکام رہیں اور احمدیوں کو وہ تبلیغ حق سے باز نہ رکھ سکے۔ مثالیں تو بے شمار ہیں لیکن صرف ایک مربی سلسلہ کی جیل کے اندر تبلیغ و تربیت کی ماہانہ رپورٹ سماعت فرمایئے جنہیں ان کے چھ ساتھیوں سمیت ایک جھوٹے کیس میں ملوّث کرکے سکھر جیل میں قید کردیا گیا۔ وہ لکھتے ہیں:۔

۱۔ یہ مہینہ خاکسار نے اپنے چھ مجاہدین سمیت سنٹرل جیل سکھر میں گذارا اور تبلیغ و تربیت کا کام کرتا رہا۔

۲۔ درسِ قرآن کریم روزانہ بعد نمازِ فجر دیا جاتا رہا۔

۳۔ "اسلامی اصول کی فلاسفی" سے روزانہ بعد نماز مغرب درس دیا جاتا رہا

۴۔ روزانہ پانچوں نمازیں باجماعت ادا ہوتی ہیں۔ اور باجماعت نماز تہجد قریباً پندرہ یوم ہوئی۔

۵۔ اپنے ساتھیوں کو مختلف اختلافی مسائل سمجھائے۔ اور تربیتی امور پر بھی توجہ دلائی۔

۶۔ تین صد افراد تک موثر پیغام حق پہنچایا گیا۔

۷۔ ساٹھ غیر از جماعت دوستوں کو کھانا کھلایا اور تین صد افراد کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔

۸۔ بہتر افراد کی تیمارداری کی اور چالیس مریضوں کو اپنے پاس سے ادویات دیں۔

۹۔ ۱۲۵/- روپے چار غرباء کو دیئے اور ایک کو کپڑوں کا جوڑا۔

۱۰۔ لٹریچر بیس دوستوں کو دیا۔

۱۱۔ تین تبلیغی خطوط غیر از جماعت دوستوں کو لکھے۔

۱۲۔ ۲ر تاریخ سے روزانہ جوڈو کراٹے کی تعلیم لے رہا ہوں۔ ۱۰ر تاریخ سے روزانہ بیڈمنٹن کھیلنے کا بھی موقع مل رہا ہے۔

۱۳۔ بعض غیر از جماعت دوست ہم سے سوال کرتے ہیں کہ آپ لوگوں پر اتنا بڑا کیس ہے۔ کیا تم کو موت کا ڈر نہیں جو ہر وقت ہنستے مسکراتے اور ہشاش بشاش رہتے ہو۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ ہم سب کے حوصلے بلند اور راہِ مولیٰ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے خواہشمند ہیں۔

یہ تو بند ہوئے شیروں کا ردّ عمل ہے۔ لیکن اس ظالمانہ آرڈیننس کے بعد اس دورِ ابتلاء میں دیگر ممالک میں تبلیغ کی طرف جو رجحان پیدا ہوا ہے اور اس کے جو شیریں ثمرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ بھی بہت حیرت انگیز اور ایمان افروز ہیں ۱۹۸۵ء کے جلسہ سالانہ انگلستان میں حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ۱۹۸۴ء جو ابتلاء کا سال ہے، اس میں ۱۹۸۲ء کے مقابل پر (جماعت کی ترقی کی) رفتار میں سو فیصدی اضافہ ہوگیا ہے ..... اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تین سالوں میں Exlaration دکھائی دے رہی ہے

۱۹۸۶ء کے جلسہ سالانہ پر حضور نے فرمایا ۷۶۰۰ داعیان الی اللہ ایسے ہیں جنہوں نے بیعتوں کے وعدے کرکے اپنی کارگذاری رپورٹ بھجوانی شروع کردی ہے۔

اسی طرح ابھی حال ہی میں انگلستان کے جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء سے خطاب کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

"(دُنیا بھر سے) گذشتہ سال کی نسبت اِس سال دُگنی تعداد میں لوگ جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں نیز امسال ۸۶-۸۷ء میں مزید چھ نئے ممالک میں جماعتیں قائم کرنے کی توفیق ملی۔ جب سے جماعت احمدیہ پر پاکستان میں مظالم کا نیا سلسلہ شروع ہوا ہے، اُس وقت سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو مزید ۲۳ ممالک میں پھیلا دیا ہے۔ اسی طرح گذشتہ سال ۱۱ ممالک میں ۱۸۲ مبلغین کام کر رہے تھے امسال اُن کی تعداد ۳۴ ممالک میں ۲۰۸ ہوگئی ہے۔ دُنیا بھر کے مختلف ممالک میں ۲۵۸ نئی جماعتیں قائم کی گئی ہیں۔ پاکستان میں گذشتہ عرصہ میں جماعت احمدیہ کی چار مساجد ظالمانہ طور پر مسمار کی گئیں۔ اس کے مقابل پر اس عرصے میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو مختلف ممالک میں ۴۷ مساجد خود تعمیر کرنے کی توفیق دی۔ اور ۲۸ مساجد ان لوگوں کے ساتھ آئیں جو جماعت احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

۱۹۸۵ء میں حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۸۴ء تک ۷۰ سال کے عرصہ میں جماعت نے یورپ کے آٹھ ممالک میں ۱۸ مشن بنائے۔ لیکن گذشتہ سال کے دورِ ابتلاء میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو یورپ میں مزید آٹھ نئے مشن قائم کرنے کی توفیق دی اور ٹلفورڈ لندن میں اور مغربی جرمنی فرینکفرٹ میں دو عظیم الشان مراکز اسلام آباد اور ناصر باغ عطا فرمائے۔ نیز امریکہ میں پانچ نئے مشن ہاؤسسز اسی طرح دیگر ممالک میں بھی متعدد نئے مشن ہاؤسسز کھولے گئے۔

حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۷ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یہ عظیم الشان خوشخبری بھی جماعت کو سنائی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔" امسال اس رنگ میں پورا ہوا کہ نائیجیریا کے اندر واقع بادشاہتوں میں سے ایک بادشاہ جس کے نیچے سو بادشاہ اور ہیں، بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں اور پھر ان کی تبلیغ سے ایک اور بادشاہ بھی احمدی ہوگئے۔ ان دونوں بادشاہوں کو حضور انور نے اسٹیج پر بُلا کر اپنے دستِ مبارک سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کے کچھ حصے تبرک کے طور پر عطا فرمائے۔

اسی طرح اس دورِ ابتلاء میں جماعت احمدیہ کی خدمت قرآن کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ صد سالہ جوبلی تک انشاء اللہ جماعت احمدیہ سو زبانوں میں قرآن کریم کا مکمل یا جزوی طور پر ترجمہ پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ان میں سے بفضلہ تعالیٰ ۴۹ زبانوں میں ترجمہ تیار ہوچکا ہے۔ یہ وہ عظیم خدمت قرآن ہے جو گذشتہ چودہ سو سال میں کسی مسلمان تنظیم یا حکومت کو نصیب نہیں ہوئی جبکہ بڑی بڑی مالدار حکومتیں بھی قائم ہیں یہ عظیم سعادت کی توفیق صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہوتی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

جب پاکستان میں لٹریچر کی اشاعت پر پابندی عائد کردی گئی اور جماعت کے پریس کو سیل کردیا گیا تو امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یورپ کے مرکز اسلام آباد میں ایک اعلیٰ پیمانے کے جدید کمپیوٹر پریس کے قیام کی تحریک فرمائی اور جماعت سے ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ کا مطالبہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے باوجود دیگر نئی مالی تحریکات کے اس میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور اب اس قسم کے جدید پریس نے کام کرنا شروع کردیا ہے۔

پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مہاجرانہ دَور کے دو سال کے مختصر سے عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتب۔ ملفوظات اور مکتوبات اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر کو روحانی خزائن کے نام سے ۴۶ جلدوں میں ایک خوبصورت سیٹ طبع کروایا ہے جو اس دورِ مظلومیت کا ایک عظیم کارنامہ ہے یہ سیٹ نظارت نشر و اشاعت، قادیان میں بھی دستیاب ہے۔

اسی طرح ایک ظالم پاکستانی حکومت نے یہ کیا کہ جماعت احمدیہ کے خلاف انتہائی جھوٹ اور غلط الزامات پر مشتمل ایک وہائٹ پیپر شائع کر کے ساری دنیا میں پھیلایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس وہائٹ پیپر کا اپنے خطبات میں نہایت مدلل اور ٹھوس اور مستند حوالوں کے ساتھ جواب دیا ہے جو ایک دیدہ زیب سیریز کی صورت میں لندن سے ۱۸ خوبصورت کتابچوں کا سیٹ طبع ہو چکا ہے۔ یہ سیٹ بھی نظارت نشر و اشاعت میں دستیاب ہے۔ یہ ایک زبردست علمی جہاد ہے جو ہمارے پیارے امام نے فرمایا۔ لیکن اس کو تعلیم یافتہ طبقہ تک پہنچانے کی ذمہ داری جماعت کی ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ جہاں جہاں مخالفوں نے زہر پھیلایا ہے وہاں وہاں اس تریاق کو پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

اب آئیے! اس دورِ مظلومیت میں جماعت احمدیہ کی مالی قربانیوں کا جائزہ لیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی مالی قربانیوں کا معیار بھی ان ابتلاء کے سالوں میں حیرت انگیز طور پر اونچا ہوا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

سنہ ۱۹۸۴ء میں کُل وصولی پاکستان سے دو کروڑ بہتر لاکھ چوبیس ہزار سات سو روپے کی ہوئی تمام مدات میں۔ جبکہ جماعت مشکلوں میں مبتلا، نوکریوں سے فارغ کئے ہوئے لوگ، تجارتوں پر اثر، اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے یہ داغ لگنے نہیں دیا پاکستان کی جماعتوں پر کہ مشکلوں کے وقت میں تم پیچھے رہے۔ چنانچہ دو کروڑ ۷۲ لاکھ سے بڑھ کر ۳ کروڑ دس لاکھ ۸۷ ہزار تک ادائیگی پہنچ گئی خدا کے فضل سے۔ اور بیرونی دنیا میں حال یہ ہے کہ سنہ ۸۳ء میں کُل چندے ۵ کروڑ ۳۷ لاکھ ۸۰ ہزار تک پہنچ گئے اور سنہ ۸۴ء میں ۱۰ کروڑ ۵۰ لاکھ ۷۰ ہزار ۸ سو تک پہنچ گئے اور اگر تحریک جدید اور وقف جدید کے چندوں کو چھوڑ کر بلکہ متفرق چندے شامل کئے جائیں تو سنہ ۸۳ء میں ۱۴ کروڑ ۹۱ لاکھ کی وصولی تھی اور سنہ ۸۴ء میں ۲۰ کروڑ ۸۷ لاکھ تک پہنچ گئی خدا کے فضل سے۔ اور سنہ ۸۷ء کے جلسہ سالانہ پر حضور پُر نور نے یہ خوشخبری سُنائی کہ صرف بیرونِ پاکستان میں سال سنہ ۸۷-۸۶ء کے چندوں کا بجٹ ۲۵ کروڑ روپے ہو چکا ہے ـــــ اسی طرح تحریک جدید اور وقف جدید کے چندوں میں بھی حیرت انگیز اضافہ ہوا ہے۔

اور اب جبکہ جماعت احمدیہ اپنی صد سالہ جوبلی کے قریب پہنچ گئی ہے دشمن اپنے ناپاک عزائم میں بڑھتا چلا جا رہا ہے لیکن اس کے بالمقابل جماعت بھی اپنی مساعی کو تیز تر کرتی چلی جا رہی ہے۔ حضور انور نے فرمایا:-

" صد سالہ جوبلی دراصل ہمارے دشمنوں کا اس وقت خاص نشانہ بنی ہوئی ہے۔ اُن کی نفرتوں کا، اُن کے حسد کا اور وہ ہر طرح سے پورا زور لگا رہے ہیں کہ صد سالہ جوبلی کے جشن کو ناکام بنا دیں ...... اسی لئے انہوں نے (ربوہ میں) پہلے کھیلیں بند کیں، چھوٹے چھوٹے اجتماعات بند کئے، لاؤڈ سپیکر کا استعمال بند کیا، پھر گاڑیاں جو چلا کرتی تھیں، اُن کی سہولت کھینچ لی۔ اور بالآخر جلسہ سالانہ بند کر کے انہوں نے اپنی طرف سے جوبلی کی راہ میں وہ دیوار کھڑی کر دی جو وہ سمجھتے ہیں کہ ٹوٹ نہیں سکتی۔ لیکن ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ .... اگر خدانخواستہ ربوہ میں حالات ایسے نہ ہوئے کہ وہاں جشن اُس طرح منایا جائے جیسا کہ جماعت نے منانا تھا، تو دنیا کے کونے کونے میں اس شان اور اس قوت کے ساتھ یہ جشن منایا جائے گا۔ کہ دشمنوں کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے اُن کے ولولے سے اور اُن دبدبے سے۔ جس شوکت سے نعرہ تکبیر بلند ہونگے دنیا میں وہ اُن کے دلوں کو دہلا دینے والی شوکت ہوگی۔ اس لئے کہاں ان کی طاقت، کہاں ان کی مجال کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی شان نوچ سکیں۔ یہ نہیں نوچ سکتے۔" (خطبہ جمعہ ۱/۷/۸۸ء)

(باقی آئندہ)

جلسہ سالانہ لندن کے کامیاب انعقاد کے متعلق ایک ابتدائی خبر

محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان کے نام مرسلہ مکتوب میں مکرم رفیق احمد صاحب گجراتی تحریر فرماتے ہیں کہ :-

" ۲۲ تاریخ (جولائی) کو نماز جمعہ کے بعد تقریباً ساڑھے تین بجے حضور نے جلسہ کی کارروائی کا آغاز لوائے احمدیت اور انگلستان کے جھنڈے کو لہرانے کے بعد کیا۔ یہاں پر تقریباً ۱۱۷ ملکوں کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ پہلے دن کے افتتاحی خطاب میں حضور نے مباہلہ اور پاکستان میں مولوی اسلم قریشی کی گمشدگی، الزام قتل اور برآمدگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ ان پانچ سالوں میں حضور نے پہلی مرتبہ اس جلسہ کے افتتاحی خطاب میں یہ فرمایا کہ دعا کریں کہ آئندہ سال ہم یہ جلسہ ربوہ میں منعقد کریں۔ دوسرے روز حضور نے لجنہ اماء اللہ میں خطاب فرمایا۔ تیسرے روز حضور نے عید الاضحیہ کی نماز صبح کو پڑھائی اور اس کے بعد خطبہ دیا۔

آخری روز دوسرے وقت حضور نے احسان وایتاء ذی القربیٰ کے موضوع پر طویل خطاب فرمایا جس میں اولاد، والدین، یتامیٰ اور مساکین کے حقوق و فرائض اور دیگر ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس دفعہ تقریباً ۴۵۰۰ سے ۵۰۰۰ افراد کے درمیان حاضری تھی جو نسبتاً کم تھی۔ کیونکہ بہت سے احباب نے اگلے سال جوبلی پر آنے کی غرض سے چھٹیاں ریزرو کر رکھی ہیں۔ بہر حال جلسہ بہت کامیاب رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک آج مجلس شوریٰ کا اجلاس تھا۔"

مکرم رفیق احمد صاحب موصوف آخر میں احباب کو سلام تحریر کرتے ہوئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

نوٹ :- ہر احمدی اس حقیقت کو سمجھ رہا ہے کہ مباہلہ کے چیلنج کے ٹھیک ایک ماہ بعد مولوی اسلم قریشی کا صحیح سالم اور زندہ منصۂ شہود پر اچانک نمودار ہونا صداقت احمدیت کا ایک عظیم الشان نشان ہے فَتَدَبَّرُوْا ـــ

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں ؎ اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

(ایڈیٹر بدر)

درخواست ہائے دُعا

① - مکرم بشیر الدین الہ دین صاحب حیدر آباد سے تحریر فرماتے ہیں کہ محترم سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب پسر حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب رضی اللہ عنہ بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ابھی کچھ دن پہلے وہ چکر آنے کی وجہ سے گر گئے اور سر پر اور گھٹنے پر چوٹیں بھی آئیں اور ساتھ ہی لگاتار ہچکیاں بھی شروع ہو گئیں اور ابھی بستر پر ہی ہیں۔ ڈاکٹری تشخیص یہ ہے کہ دماغ کو خون کے پہنچنے میں کچھ رکاوٹ ہے۔ بہر حال اس مخلص وجود کے لئے دُعائے خاص کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل و عاجل شفا عطا فرمائے۔ تازہ اطلاع کے مطابق طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ (ادارہ)

② - خاکسار کی اہلیہ محترمہ ان دنوں زیادہ بیمار اور امرتسر ہسپتال میں داخل ہیں۔ موصوفہ کی صحت کاملہ کیلئے عاجزانہ درخواست دُعا ہے۔ خاکسار : عبد الحق فضل ایڈیٹر بدر

③ - میری بڑی بیٹی عزیزہ منورہ سلطانہ کے اکلوتے بیٹے عزیز لطف المنان سلمہٗ کا لاہور میں بہت پیچیدہ قسم کا اپریشن ہوا ہے۔ اپریشن کی کامیابی اور صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار : (چوہدری) سعید احمد قادیان

زعمائے کرام مجالس انصار اللہ بھارت متوجہ ہوں!

① - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ بعنوان مباہلے کے بعد جماعت احمدیہ کی اہم ذمہ داری، فرمودہ ۱۷ جون ۸۸ء طبع کروا کے بھجوایا جا رہا ہے۔ احباب جماعت میں تقسیم کریں اور عبادات اور نمازوں کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دیں۔

② - امتحان دینی نصاب انصار اللہ مؤرخہ ۲۸ اگست بروز اتوار ہوگا۔ پرچہ جات بھجوائے جا رہے ہیں زیادہ سے زیادہ تعداد میں انصار شمولیت کریں۔ صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

پونچھ کانفرنس ملتوی

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ پونچھ میں جو کانفرنس ۲۰-۲۱ اگست کی تاریخوں میں منعقد ہونی تھی۔ وہ بعض مخصوص حالات کی وجہ سے ملتوی کر دی گئی ہے۔ آئندہ جب یہ کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ ہوگا۔ تو کانفرنس کے انعقاد کی تاریخوں سے بذریعہ اخبار بدر جماعتوں کو مطلع کر دیا جائے گا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواستِ دعا۔ مکرم سید ظہیر الدین صاحب آف بریلی بازار میں موٹر سائیکل سے ٹکرا جانے کی وجہ سے ٹانگوں سے معذور ہو گئے ہیں۔ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو صحتِ کاملہ عطا فرما دے اور چلنے پھرنے کے قابل ہو جائیں۔

(ادارہ)

چندہ "بدر"

کے بقایا داران مہربانی کر کے بقایا ادا فرما کر تعاون فرمائیں

(مینیجر)

افضل الذکر لا الہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب: ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD

PHONE:-275475
RESI:-273903
CALCUTTA-700073

AUTHORISED JOBBERS
JEEP PARTS

AUTHORISED DISTRIBUTORS
AMBASSADOR - TREKKER
BEDFORD - CONTESSA

AUTHORISED DEALERS
PERKINS P3, P4 [illegible]

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ

38-5222
38-1652
ٹیلیفون نمبرز

آٹو ٹریڈرز

ہر قسم کی گاڑیوں - پیٹرول و ڈیزل کار - ٹرک، بس، جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں

AUTO TRADERS,
16, MANGOE LANE, CALCUTTA - 700001

۱۶ - مینگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج ❖ جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCT
PLOT NO-6 GROUND FLOOR OLD-CHAKALA
OPP. CIGARETTE HOUSE ANDHERI (EAST)
BOMBAY-400099
PHONE OFFICE:- 6348179
RESI :- 6289389

الخیر کلہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA　PHONE - 279203

CARDBOARD BOX MFG - CO
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS
15, PRINCEP STREET CALCUTTA-700072

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر - سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ:-

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری ناظم آباد - کراچی

فون نمبر :- ۶۲۹۴۴۳

اجتنبوا کثیراً من الظن

(ترجمہ: اے ایماندارو بہت سے گمانوں سے بچتے رہو)

آٹو ونگس

AUTOWINGS,
15, SANTHOME HIGH ROAD
MADRAS-60000[illegible]
PHONE 76360
74380

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِيْ اِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ { تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ:- کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس، سناکٹ فیشن ڈریسز - مدینہ میدان روڈ بھدرک ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
بروپرائیٹر شیخ محمد یونس احمدی - فون نمبر:- 294

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!"
(ارشاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)
محتاج دعا:- اقبال احمد جاوید مع برادران جے۔ این روڈ لائینز اینڈ جے۔ این انٹرپرائیزز
NO, 75 FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J.C. ROAD BANGALORE - 560002
PHONE - 228666

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)
احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد کشمیر
گلشن الیکٹرانکس
اندسٹریز روڈ۔ اسلام آباد کشمیر
ایمپائر ریڈیو۔ ٹی۔ وی اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے"
(کشتی نوح)
پیشکش:-
ROYAL AGENCY
PRINTERS BOOKSELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS
CANNANORE 670001 PHONE No. 4498
HEAD OFFICE { P.O. PAYANGADI - 670303 (KERALA) PHONE-No - 12

"پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
SAIRA Traders,
WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & P.V.C. CHAPPALS
SHOE MARKET
NAYAPUL HYDERABAD - 500002
PHONE No - 522866

قرآن شریف پر عمل کرنا ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱)
الائیڈ گلوبز ویڈ کاٹن
بہترین قسم کا کلوتھ تیار کرنے والے
پتہ:-
نمبر ۲۲-۲-۲ حقب پی گوڑہ پولیس اسٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش) فون نمبر ۱۰۰۱

اسلام نے سادگی کو پسند کیا ہے!
(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۸۷)
AIR ®
CALCUTTA-15
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ ہوائی چپل نیز ربڑ پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!